جذباتِ برہان
نعتیہ کلام
مفتی محمد بُرہان الحق جبل پُوری
مرتّبہ
ڈاکٹر محمُود احمد جبل پُوری

جذباتِ برہان

نعتیہ کلام

حضرت برہان ملت عبد الباقی محمد برہان الحق رضوی سلامی جبل پوری علیہ الرحمہ

خلیفۂ مجاز

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ

مرتبہ

صاحب زادہ ڈاکٹر محمود احمد قادری رضوی سلامی جبل پوری

ناشر

مولانا محمد انوار احمد قادری رضوی سلامی

بی۔۱۸۳، بلاک این، نارتھ ناظم آباد، کراچی

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

کتاب ——— جذبات برہان

مصنف ——— مفتی محمد برہان الحق جبل پوری

مرتب ——— ڈاکٹر محمود احمد رضوی سلامی

تعارف نگار ——— محمد رمضان عبدالعزیز قادری رضوی برہانی

تقدیم نگار ——— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

خطاطی ——— مرزا مبارک، افتخار ملہمی، گوھر رقم

مطبع ———

نظرثانی ——— پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش

ناشر ——— مولانا انوار احمد قادری رضوی سلامی

طباعت ——— ۱۳۱۵ھ / ۱۹۹۴ء

اشاعت ——— اوّل

قیمت ——— ۷۰/ روپے

معاونین ——— سیٹھ محمد ہارون ابنِ حاجی احمد بیرسٹر مرحوم
سیٹھ محمد زبیر نبیرۂ حاجی احمد بیرسٹر مرحوم
سیٹھ محمد عارف نبیرۂ حاجی احمد بیرسٹر مرحوم

<u>ملنے کے پتے</u>

۱ـــ مولانا انوار احمد سلامی، بی۔۱/۸۳، این بلاک، نارتھ ناظم آباد، کراچی فون نمبر:۔ ۶۶۴۹۸۹۴

۲ـــ سیٹھ محمد ہارون برہانی، باغِ کلثوم، ۳۰ دیہہ تھانہ، ٹپو ملیر، کراچی فون نمبر:۔ ۴۵۶۰۵۲۹

۳ـــ المختار پبلی کیشنز، جاپان مینشن، ریگل، صدر، کراچی فون نمبر:۔ ۷۷۲۵۱۵۰

۴ـــ مدنیہ پبلشنگ کمپنی، ایم۔ اے جناح روڈ، کراچی

۵ـــ مکتبہ قادریہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور

۶ـــ مکتبہ رضویہ، آرام باغ روڈ، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

بنامِ نامی

امامِ اہلسنّت، حکیم الاُمّت، مجدّدِ ملت، ماحیِ شرک و بدعت،
رہبرِ شریعت وطریقت، محقّقِ عصر، شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت،
الحاج شاہ محمّد احمد رضا خاں قادری محدّث بریلوی
قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز سے

عاقبت برہان کی فیضِ رضا سے بن گئی
ہے یہی اپنا وسیلہ بس خدا کے سامنے

برہان

٦
بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم
بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام
کلام شیخ سعدی
کتبہ گوہر قلم

فہرس

- خدا ہے تمہارا دلی غوث اعظم (۱۷۳)
- غوث کے در کو چھوڑ کر غیر کے در پہ جائیں کیوں (۱۷۴)
- رجب کی نو[۹] ہے اور خواجہ کا یہ دربار عالی ہے (۱۷۵)

تقدیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

○

برہان ملت حضرت علامہ مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی سلامی، جبل پوری علیہ الرحمہ ۲۱، ربیع الاول ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء کو جبل پور (مدھیہ پردیش، بھارت) میں پیدا ہوئے اور ۱۳۰۵ھ / ۱۹۸۵ء کو جبل پور ہی میں وصال فرمایا ـــــ آپ نے اپنی ۹۵ سالہ طویل زندگی اسلام اور ملتِ اسلامیہ کی خدمت میں گزاری آپ کے جدامجد حضرت مولانا عبدالکریم حیدرآبادی علیہ الرحمہ، امام احمد رضا کے محبّین و مخلصین میں تھے، والد ماجد حضرت عیدالاسلام مولانا عبدالسلام قادری رضوی جبل پوری علیہ الرحمہ امام احمد رضا کے اجلّۂ خلفاء میں تھے۔ آپ کے بھائی مولانا قاری بشیرالدین قادری رضوی علیہ الرحمہ بھی امام احمد رضا کے خلفاء میں تھے، اور خود حضرت مولانا عبدالباقی مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی علیہ الرحمہ، امام احمد رضا کے تلمیذ رشید تھے، آپ ہی سے بیعت تھے اور آپ ہی سے خلافت و اجازت حاصل تھی، غالباً یہ امتیاز صرف آپ کے خاندان کو حاصل ہے کہ آپ کے خاندان کی تین جلیل القدر شخصیات

کو امام احمد رضا سے خلافت حاصل تھی اور آپ کے خاندان کو یہ امتیاز بھی حاصل ہوا کہ امام احمد رضا کے خاندان کے باہر آپ کے پہلے خلیفہ حضرت عبدالاسلام مولانا عبدالسلام قادری رضوی ہوئے اور حضرت مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی آخری خلیفہ ہوئے ـــــ جب کہ خاندان کے اندر یہ امتیاز صرف حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان قادری رضوی کو حاصل ہوا کہ وہ پہلے خلیفہ ہوئے اور حضرت مفتی اعظم محمد مصطفٰے رضا خاں قادری رضوی آخری خلیفہ ہوئے ـــــ امام احمد رضا، نے مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ کو ۲۵ علوم و فنون اور گیارہ سلاسل طریقت میں اجازت و خلافت عطا فرمائی ـــــ حضرت برہان ملّت چار سال تک امام احمد رضا کی صحبت میں رہے اور آپ کے رنگ میں رنگ گئے ـــــ آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ سے امام احمد رضا کو جو قلبی اور روحانی تعلق تھا اس کا کچھ اندازہ مندرجہ ذیل القاب سے ہوتا ہے جو امام احمد رضا نے ان کے نام اور ان کے صاحبزادے حضرت برہان ملّت کے نام اپنے مکاتیب گرامی میں تحریر فرمائے۔

۱

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم المبجل المفخم ذی المجد والکرم والفضل الاتم احسن الشیم حامی السنن ماحی الفتن مولانا مولوی شاہ محمد عبد السلام صاحب قادری برکاتی دامت برکاتہم

(۲۷، جمادی الآخرہ ۱۳۳۲ھ)

۲

بملاحظہ گرامی جناب مولانا المبجل المکرم المعظم المفخم حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ ذی الفضائل القدسیہ والفواضل الانسیہ قامع الرذائل الانسیہ جناب مولوی محمد عبد السلام صاحب قادری برکاتی دامت برکاتہم

(۴، جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ)

۳

بگرامی ملاحظہ صاحب الفواضل القدسیہ والفضائل الانسیہ حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ مولانا مولوی حافظ محمد عبد السلام دامت فضائلہم

(۲۳، رجب ۱۳۳۳ھ)

۴

بشرفِ ملاحظہ مولانا المبجل المکرم ذی المجد والفضل والکرم حامی السنن السنیہ

ماحی الفتن الدنیۃ جامع الفضائل القدسیۃ قامع الرذائل الانسیۃ عضدی وانسی وبہجۃ نفسی جناب مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب ادام اللہ تعالےٰ برکاتہم واعلیٰ فی الدارین درجاتہم آمین! (۱۴، ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ)

(۵)

مولانا مولوی حافظ شاہ محمد عبدالسلام صاحب دامت معالیہ وبورکت ایامہ ولیالیہ آمین، بملاحظہ عالیہ کامل النصاب جناب مستطاب حامی السنن ماحی الفتن زین الزمن عید الاسلام عبدالسلام! (۱۳، ربیع الاول ۱۳۳۸ھ)

(۶)

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم المبجل المفخم ذی المجد الاتم والکرم الاعم وحسن الشیم والعلم العلم حامی السنن السنیۃ ماحی الفتن الدنیۃ عید الاسلام مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب ادام اللہ تعالےٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ واوصلہ من کل شرف عوالیہ وحفظ اولادہ واحبابہ وموالیہ، آمین! (۲۰، ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ)

(۷)

عید الاسلام حضرت مولانا مولوی محمد عبدالسلام صاحب سلمہ السلام بالعز والاکرام بہ سامی ملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرم حامی السنن السنیۃ ماحی فتن الدنیۃ السلام

علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہم۔ (۱۴؍جمادی الاول ۱۳۳۹ھ)

(۸)

بگرامی ملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد والکرم حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب عید الاسلام دامت برکاتہم۔

(۱۹؍جمادی الاول ۱۳۳۹ھ)

بنام حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ

(۱)

نورحدقۂ افضال، نورحدیقہ کمال، عزیز بجاں، سعادت نشاں مولوی محمد عبدالباقی برہان الحق نورہ اللہ بتجلیات النور المطلق۔

(۱۰؍ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ)

(۲)

ولدی الاعز، راحت روحی وبہجۂ قلبی، جعلہ اللہ تعالیٰ حق سبحانہٗ برہان الحق المبین، آمین! دیکم شعبان ۱۳۳۷ھ)

(۳)

نورعینی و درۃ زینی جعل کاسمہٖ برہان الحق (۲۵؍شوال ۱۳۳۷ھ)

○

راقم نے حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کا نام ہی سنا تھا، غائبانہ تعارف تھا، نہ ملاقات تھی اور نہ مراسلت ــــ تقریباً ۱۹۷۹ء میں مراسلت کا آغاز ہوا، راقم کی درخواست پر امام احمد رضا کے حوالے سے حضرت برہان ملت نے اپنی یادداشتیں قلم بند کر کے ارسال فرمائیں اور بعض قلمی نوادرات کے عکس بھی ارسال فرمائے۔ یہ سارا علمی و تاریخی مواد اکرام امام احمد رضا کے عنوان سے راقم نے مرتب کیا جو ۱۹۸۱ء میں مرکزی مجلس رضا، لاہور نے شائع کر دیا ــــ اکرام امام احمد رضا، حضرت برہان ملت کے فرزند اکبر حضرت مولانا انوار احمد قادری رضوی سلامی اور فرزند نسبتی حضرت مولانا عبدالودود قادری رضوی سلامی علیہ الرحمہ سے تعارف کا وسیلہ بن گئی۔ اکرام امام احمد رضا، حضرت برہان ملت کے ملاحظہ سے گزری، آپ نے پسند فرمایا اور راقم کو دعاؤں سے نوازا۔ پھر ۱۹۸۳ء میں جب آپ پاکستان تشریف لائے تو کراچی میں ملاقات کی سعادت حاصل کی، آپ کے چہرے پر علمائے حق کا نور دیکھا ــــ آپ کے طفیل آپ کے فرزندانِ گرامی ڈاکٹر محمود احمد قادری رضوی

سلامی، ڈاکٹر محمد حامد احمد قادری رضوی سلامی سے تعارف حاصل ہوا۔

○

امام احمد رضا چودھویں صدی ہجری کے آسمانِ علم و دانش کے ماہتابِ عالم تاب تھے، آپ کے خلفاء و تلامذہ اسی آسمان کی کہکشاں ہیں ـــــ ہمارے دانشوروں نے نہ ماہتاب کو جانا اور نہ کہکشاں کو پہچانا ـــــ امام احمد رضا اور علمائے اہلِ سنّت و جماعت پر تحقیق کی شدید ضرورت ہے۔ ان حضرات نے ہمارے لیے بہت کچھ چھوڑا ہے۔ اس علمی ذخیرے کو منظم و مربوط طریقے سے منظرِ عام پر لانے کی ضرورت ہے۔ ہم کچھ نہیں کر سکتے تو اتنا تو کر سکتے ہیں کہ اپنی تاریخ کے بکھرے ہوئے اوراق کو یکجا کر دیں ـــــ ہماری تاریخ قدیم اخبارات و رسائل اور مخطوطات و مطبوعات میں محفوظ ہے ـــــ اس کو عالم آشکار کریں اور اقبالؔ کی اس نصیحت پر عمل کریں

؎ ضبط کن تاریخ را پاینده شو ـــــ اگر ہمیں زندہ و پایندہ رہنا ہے تو تاریخ کو محفوظ کرنا ہوگا ـــــ قومی زندگی میں تاریخ کو بڑی اہمیت حاصل ہے، ہم تاریخ کی روشنی میں قدم آگے بڑھا سکتے ہیں ورنہ ایک قدم

چلنا مشکل ہے ـــــ افسوس ہم کو ابھی تک اس حقیقت کا کما حقہ احساس نہیں ہوا ـــــ جس کو کھونے کا احساس ہو جائے وہ پاتا چلا جاتا ہے اور جس کو کھونے کا احساس نہ ہو وہ کھوتا چلا جاتا ہے ـــــ

○

عالمی جامعات کے محققین اور دانشوروں نے بھی ابھی تک علماء و مشائخِ اہل سُنّت کی طرف پوری توجہ نہیں دی اس لیے اُن کو اِن حضرات کی اصل قدر و منزلت کا اندازہ نہیں ـــــ ان حضرات کا پوری قوم پر عظیم احسان ہے، اِنہیں برگزیدہ شخصیات میں حضرت برہان مِلّت علیہ الرحمہ کی ذات گرامی نہایت ممتاز ہے، کم از کم جبل پور یونیورسٹی میں موصوف پر تحقیق ہونی چاہیئے تاکہ آپ کی حیات اور عہد کے وہ منتشر اوراق یک جا ہوجائیں جو شاید مستقبل میں معدوم ہوجائیں اور ہم ایک قیمتی خزانے سے محروم ہوجائیں۔

حضرت برہان ملّت علیہ الرحمہ جلیل القدر عالم و عارف تھے، وہ مدھیہ پردیش (بھارت) کے مفتیِ اعظم بھی تھے اور قائدِ ملت بھی ـــــ

شاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے، مگر شاعری ان کے بلند مقام سے فروتر تھی،

○

اس مجموعے میں پہلے "عرضِ مرتب" ہے جس میں صاحبزادہ ڈاکٹر محمود احمد قادری سلامی نے نعت گوئی، برہان ملّت کی شاعری اور امام احمد رضا اور حضرت برہان ملّت علیہ الرحمہ کے باہمی تعلقات پر سیر حاصل گفتگو کی ہے اس کے بعد مولانا محمد رمضان عبدالعزیز قادری رضوی برہانی نے مصنّف کا "تعارف" قلم بند کیا ہے جس میں موصوف نے "جذبات برہان" کی جمع وتدوین، حضرت برہان ملّت علیہ الرحمہ کے حالات و خدمات اور آپ کی شاعری سے متعلق بہت سے واقعات کا ذکر کیا ہے ــــــ دونوں حضرات نے برہان ملّت علیہ الرحمہ کے حالات وشاعری پر اتنا کچھ لکھ دیا ہے کہ مزید لکھنے کی ضرورت نہیں رہی ــــــ

○

کتابت کے بعد "جذباتِ برہان" کا مبیّضہ علامہ شمس الحسن شمس بریلوی

کو بھی ایک نظر دکھایا گیا، انھوں نے علالت اور نقاہت کے باوجود کرم فرمایا اور بڑی محنت اور باریک بینی سے مبیضہ ملاحظہ فرما کر بعض اغلاط کی نشاندہی فرمائی۔ جن اغلاط کی نشاندہی فرمائی ان کی تصحیح کے لیے پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش کو تکلیف دی گئی۔ اس سے پہلے بھی انھوں نے بعض اغلاط کی تصحیح کی تھی

یہ کلام حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ کی ایک یادگار ہے اس لیے آپ کے فرزندانِ گرامی کی یہ خواہش تھی کہ اس کو چھپوایا جائے۔ 'جذباتِ برہان' کے مقدمہ وغیرہ میں عربی عبارات کی تصحیح کے لیے علامہ قاری محمد ظفر احمد صاحب کو تکلیف دی گئی ـــــ الحمد للہ اب یہ کتاب آپ کے سامنے ہے، مطالعہ کے دوران کوئی غلطی نظر آئے تو مولانا محمد انوار احمد قادری سلامی کو مطلع فرمائیں۔

(۷)

"جذباتِ برہان" کی طباعت کی تقریب یہ ہوئی کہ ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء میں

حضرت برہان ملت نے یہ مجموعہ اپنے فرزند اکبر مولانا انوار احمد قادری رضوی سلامی کو طباعت کے لیے ارسال فرمایا ــــ حضرت نے اس کا نثری حصہ کتابت کرا دیا، پھر سلسلہ منقطع ہو گیا اور کام موقوف ہو گیا ــــ حسنِ اتفاق کہ ۱۹۹۳ء میں حضرت موصوف غریب خانے پر تشریف لائے اور باتوں باتوں میں اس کا ذکر نکل آیا۔ فرمایا ایک حصہ کتابت ہو گیا ہے اور ایک حصہ رہ گیا ہے جو کتابت نہ ہو سکا۔ پھر آئندہ ملاقات میں راقم نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اس علمی و ادبی ذخیرے کو منظرِ عام پر آنا چاہیئے ــــ حضرت موصوف نے راقم کی خواہش پر کتابت شدہ کاپیاں اور بقیہ مسوّدہ راقم کو عنایت فرمایا ــــ جب کوئی کام ہونا ہوتا ہے تو اللہ کی طرف سے اسباب پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں، ۱۹۹۴ء میں کتابت و طباعت پر اخراجات کا اہم مسئلہ سیٹھ محمد ہارون قادری رضوی برہانی نے فراخدلانہ پیش کش کر کے حل کر دیا، اسی زمانے میں جناب افتخار ملکھی سے ملاقات ہو گئی، موصوف نے بقیہ مسوّدہ بہت جلد کتابت کر دیا، طباعت کے مرحلے میں عزیز محترم مولانا جاوید اقبال مظہری زید مجدہٗ نے بھرپور تعاون کیا، اس طرح یہ نایاب

ادبی سرمایہ منظرِ عام پر آرہا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ تمام محسنین، معاونین اور مخلصین کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور "جذباتِ برہان" کو ذخیرۂ آخرت بنائے آمین بجاہ سید المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وازواجہٖ واصحابہٖ وسلم

احقر

محمد مسعود احمد عفی عنہ

۸، صفر المظفر ۱۴۱۵ھ

۱۸، جولائی ۱۹۹۴ء

کراچی (سندھ، پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العالمین حمد الشاکرین و افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام علٰی سید المرسلین۔ خاتم النبیین و اکرم الاولین و الاٰخرین سیدنا و مولٰنا محمدن النبی المبعوث رحمۃ للعالمین و علٰی اٰلہ الطیبین الطاھرین و ازواجہ الطاھرات امھات المؤمنین و اصحابہ المکرمین المعظمین و علٰی سائر اولیاء امتہ الکاملین العارفین و علماء الملّۃ الراشدین و علینا معھم اجمعین یا ارحم الراحمین ؕ

عرضِ مرتّب

اپنی زبان میں روزمرہ کی گفتگو کو فنِ شعر اور زبان کے قواعد وضوابط نیز وزن اور بحر کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے جذبات وخیالات کا اگر اظہار کیا جائے تو اُسے شعروشاعری کہتے ہیں۔ شاعری میں یوں تو بہت اصنافِ سخن ہیں مگر یہاں جن اصنافِ سخن پر گفتگو ہے وہ یہ ہیں۔

اگر اپنے خالق اپنے مالک اپنے معبود کی حمد و ثنا اظہارِ عبودیت کے ساتھ کیجاتے تو اُسے حمد کہتے ہیں۔ اور اگر اپنے رب سے کچھ مانگا جائے، دردِ دل کی تلافی کے لیے اشعار میں دُعا کی جائے تو اُسے مناجات کہتے ہیں۔

پھر اسی طرح اپنے جذبات عقیدت و محبت و غلامی کو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں پیش کرتے ہوئے آقائے دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کا ذکر ان کی سیرتِ مبارکہ کے واقعات و معجزات۔ ان کے اقوال و اعمال کا تذکرہ۔ ان کی رحمت و رأفت ان کے جود و عطا سے طلب کا خیال اگر شعر کے قالب میں ڈھالا جائے تو اُسے نعت کہتے ہیں۔ اور اسی طرح اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہلِ بیت اطہار، صحابہ کبار، شہداء کرام، اولیاء عظام، علماء ذوی الاحترام کے فضائل و محامد ان سے توسل و استمداد کے جذبات و خیالات کو شعر کی صورت میں بیان کیا جائے تو اُسے منقبت کہتے ہیں۔

نعتیہ شاعری کی ابتداء غلامانِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نے اوائل اسلام میں حضور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس ہی سے ملتی ہے۔ اس زمانہ باسعادت میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ، حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عباس بن عبدالمطلب، حضرت علی ابن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ پھر ان کے بعد حضرت امام زین العابدین، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت محی الدین ابن عربی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت امام محمد بوصیری، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، شیخ سعدی، مولانا جامی علیہم الرحمۃ والرضوان وغیرہم نے اپنے جن جذباتِ محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے اور ان حضرات کے نعتیہ کلام کو ان کے ہی اپنے زمانہ میں قبولیت کا جو شرف حاصل ہوا ہے

اسے آج تک وہی مقبولیتِ عام حاصل ہے اور ان کا کلام ان کے لیے شہرتِ دوام کا حامل ہے۔

اسی طرح ہر زمانہ ہر دور ہر ملک اور ہر زبان میں غلامانِ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہدیاتِ نعت پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

نعت شریف کہنے اور لکھنے کے لیے یہ خاص اور اشد ضروری بات قابلِ غور ہے کہ نعت شریف کہنے والے دل میں نبی کریم رؤف ورحیم علیہ التحیتہ والتسلیم کی عظمت وشان و رفعت مکان اور عشق محبت کا جذبہ جس قدر کامل اور بلند ہوگا وہی بلندی اور درجہ اس کے نعتیہ اشعار میں بھی پایا جائے گا۔

ہمارے ملک میں بھی یوں تو ہر دور ہر زمانے میں نعت گو شعرا عربی، فارسی، اردو، ہندی اور اس عظیم ملک کی دیگر سبھی زبانوں میں گزرے ہیں مگر گذشتہ صدی ہجری کے نصف اول میں جو نام فن نعت گوئی میں سر فہرست نظر آتا ہے وہ امام شعر وادب مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کا نام نامی اسمِ گرامی ہے۔ انھوں نے اردو شاعری میں بھی اپنی شانِ مجددیت کے ساتھ نعت گوئی کو جس مقام پر پہنچایا ہے وہ صرف انہی کا خاصہ ہے اور آج ان کا نعتیہ کلام "کلام الامام امام الکلام" ممتاز درجہ پر فائز ہے۔ پھر اسی دور میں مشہور نعت گو حضرات میں جن کے اسماء تذکرۃً آتے ہیں ان میں مولانا کافی الہ آبادی، مولانا حسن رضا خان حسنؔ بریلوی، مولوی محسن کاکوروی، مفتی امیر احمد احمد مینائی، جمیل الرحمٰن جمیلؔ بریلوی، اکبر میرٹھی، بیدمؔ وارثی وغیرہا باکمال نعت گو شعرا گذرے ہیں۔

پھر اسی صدی کے نصف آخر میں حضرت محدث اعظم ہند المتخلص بہ سید، مولانا حامد رضا خان حامدؔ بریلوی، مولانا مصطفےٰ رضا خان نوری بریلوی، ضیاء القادری ضیاؔ بدایونی، بہزادؔ لکھنوی، حمید لکھنوی، بیکل اتساہی بلرامپوری، اجمل سلطان پوری، قمر سلیمانی وغیرہم کا شمار

مشہور نعت گو شعرا میں ہوتا ہے جن کا نعتیہ کلام پڑھ کر یا سُن کر غلامانِ مصطفےٰ علیہ التحیتہ والثنا کے دِلوں کو سکون و راحت حاصل ہوتی ہے۔

لیکن جیسا کہ امام شعر و ادب مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا "نعت شریف لکھنا نہایت ہی مشکل ہے اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچا دیتا ہے اور اگر کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔

امام اہل سنت کے ـــــ اس ارشادِ عالی سے ثابت ہوتا ہے کہ ادنیٰ سی لغزش بھی اس راہ کے راہی کے لیے خسارہ اور ہلاکتِ ایمان کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔ پھر امام اہلسنت نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "میں صرف حسن میاں اور مولٰنا کافی الٰہ آبادی کا نعتیہ کلام پسند کرتا ہوں مگر مولٰنا کافی کے ہاں ایک لفظ "رعنا" کا استعمال ہوا ہے جس سے سقم شرعی پیدا ہوتا ہے مگر حسن میاں کا کلام تمام شرعی اسقام سے پاک ہوتا ہے"

معزز ناظرین! حق تو یہ ہے کہ مولٰنا حسن رضا خان حسن بریلوی کے کلام میں فنِ شعر و شاعری کے تمام محاسن و خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں مگر نعت شریف جو تمام اسقام شرعیہ سے پاک و صاف ہے اس کے لیے وہ اپنے ایک مقطع میں فرماتے ہیں ؎

بھلا ہے حسنؔ کا جنابِ رضا سے

بھلا ہو الٰہی جناب رضا کا

مولٰنا حسنؔ بریلوی جن کا نعتیہ دیوان "ذوقِ نعت" کے نام سے اب تک متعدد بار مختلف مطابع سے ملک کے ہر حصّہ سے شائع ہو چکا ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے چھوٹے بھائی تھے جب بھی نعت شریف کے اشعار تحریر فرماتے سیدنا اعلیٰ حضرت کے حضور وہ نعت گوش گزار کر دی جاتی اور سرکار امام اہل سنت کے سماعت فرما لینے کے بعد سقم شرعی سے

صاف وپاک ہونے کی ان اشعار کے لیے سند کافی ہوجاتی ۔حجتہ الاسلام مولٰنا حامد رضا خاں حامدؔ ، مولٰنا مصطفےٰ رضا خاں نوریؔ (مفتی اعظم ہند) علیہم الرحمتہ والرضوان شہزادگانِ سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت ہیں انھیں اپنے والدِ ماجد امام شعر وادب مجدد دین وملت فاضل بریلوی سے وہ حصّہ یقیناً ملا ہے جس کے متعلق فاضل بریلوی نے ارشاد فرمایا کہ ؎

جو کہے شعر و پاس شرع دونوں کا حسن کیونکر آئے

لا اسے پیش جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں

ان دونوں شہزادگان والاشان کا نعتیہ کلام بھی تمام اسقام شرعیہ سے اور اغلاطِ شرعیہ سے پاک وصاف ہے ۔ اور یہ خوبی وصفت ان حضرات کے حصّہ میں وارثتاً پہنچی ہے ۔مگر حضور مفتی اعظم ہند المتخلص بہ نوریؔ علیہ الرحمتہ والرضوان کی ذاتِ اقدس موجودہ دورِ نعت گوئی اور سماعت نعت شریف ہی منفرد تھی اور سرکار اس سلسلہ میں صرف آپ ہی اپنی مثال تھے کہ کبھی بھی حضور مفتی اعظم کے سامنے کسی بڑے سے بڑے نعت گو مشہور ومعروف شاعر یا عالم و فاضل کا کلام پڑھا گیا ہو اور اس میں کوئی شرعی غلطی پائی گئی ہو تو سرکار نے برملا بلا توقف اور برجستہ اعتراض فرمایا اور اسی وقت اصلاح بھی فرمائی ہے اور حق تو یہ ہے کہ حضورِ مفتی اعظم ہند کے عشق ومحبت رسول کریم علیہ التحیتہ والتسلیم کا جانا ، مانا ، پہچانا شعار رہا ہے ۔

نعت شریف کے صاف ستھرے عشق ومحبّت کے مضامین میں ڈوبے اشعار کی سماعت کے وقت دِل بھر آتا اور چشمہاءِ مبارک میں نمی نظر آتی ۔عشق ومحبت کی منزلوں کی راہ میں کھوتے سے نظر آتے مگر اس کے باوجود ادنیٰ سے ادنیٰ لغزش وگستاخی خواہ وہ لاعلمی میں ہی کیوں نہ ہو اُسے کبھی گوارا اور برداشت نہ فرماتے اور اس مقام میں وہ ع

"فدا لاکھوں خرد ایسے جنونِ ہوش پرور پر"، کے مطابق "با محمد ہوشیار" کا مظہر بن جاتے

اور ایک اشارہ اونیٰ ہی میں درسِ ادب واحترام سب کو سکھا جاتے۔

والدِ ماجد حضرت مولانا محمد برہان الحق والملۃ والدین دامت برکاتہم العالیہ کو حضور امام اہلِ سنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہا اپنی تقریر وتحریر اور گفتگو میں بھی یَاوَلَدِیْ وَرَاحَۃَ کَبَدِیْ، قُرَّۃَ عَیْنِیْ وَبَھْجَۃَ زَیْنِیْ، بُرْھَانَ الْحَقِّ وَالْیَقِیْنِ وَ نَاصِرَالدِّیْنِ الْمَتِیْنِ وَ کَاسِرَ رُؤُسِ الْمُفْسِدِیْنِ وَ بُرْھَانَ الْحَقِّ، بُرْھَانَ الْاِسْلَامِ، بُرْھَانَ السُّنَّۃِ، بُرْھَانَ الْحَقِّ وَالْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ، بُرْھَانَ الطِّبِّ وَالْحِکْمَۃِ وغیرہا جیسے پیارے پیارے محبت بھرے الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان اور حضرت والد ماجد دامت برکاتہم میں جو یگانگت محبت، اخوت اور مودت سرکار امام اہل سنت نے ملاحظہ فرمائی نیز والد ماجد مدظلہ العالی نے جس طرح فیوض وبرکات روحانی، صوری، معنوی اور ظاہری و باطنی کے حصول کے لیے قریب چار سال سرکار مفتی اعظم ہند کے ساتھ آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف میں گزارے ان کے شب و روز پر حضرت مجدد دین وملت نگران ونظر فرما رہے۔ اپنے انہی مشاہداتِ عالیہ کی بنا پر جب حضور سرکار امام اہل سنت مجدد دین وملت نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے شہر جبلپور کو نوازا اور سرفراز فرمایا تو ۲۶ جمادی الاُخریٰ ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء بروز شنبہ (سنیچر) عید گاہ کلاں کے جلسہ عام میں حضرت والد ماجد مدظلہ العالی کو دستار فضیلت وخلافت واجازت سے مفتخر فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا کہ "اے مسلمانو! مصطفےٰ میاں میرے جسمانی فرزند ہیں تو برہان میاں میرے روحانی فرزند ہیں اور میں آج انھیں سینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں کی اجازت دیتا ہوں۔" الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ناظرین معززین! آج اس زمانہ میں سینکڑوں ہزاروں نعت شریف کے دیوان موجود ہیں مگران میں امام شعروادب اعلیٰحضرت مجدد دین وملت امام احمد رضاخان فاضل بریلوی کا مجموعہ کلام نعتیہ "حدائق بخشش" پڑھنے اور سننے کے بعد محبانِ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے دلوں کے کنول کھل جاتے ہیں۔ دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ عظمتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کا سکہ دلوں میں بیٹھ جاتا ہے۔ عشقِ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی شمعیں روشن ہوجاتی ہیں اور قلوب محبت حبیب رب العالمین سید المرسلین رحمتہ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نورانی تجلیوں سے جگمگا اٹھتے ہیں اور پھر

"ہر ایک یہ کہتا ہے ہمارا ہے ہمارا"

پیش نظر گلدستہ نعت حضرت والد ماجد مدظلہٗ العالی کا دیوان سرمایہ نعت سرورِ کائنات اکرم الصلوٰۃ وافضل التحیات اور محامد ومناقب اولیاء کرام میں ایک بہترین وحسین اضافہ ہے جو درحقیقت ان کے عشق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیدنا غوث الاعظم اور سلطان الہند خواجہ غریب نواز اور امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہم الرحمتہ والرضوان کے حضور پاکیزہ وصاف ستھرے جذباتِ عقیدت ومحبت اور اعترافِ غلامی کا آئینہ دار ہے۔

مقام نعت گوئی ایک ایسا عظیم ونازک مقام ہے جس کے لیے ربِّ ذوالجلال والاکرام نے اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وشان اور رفعتِ مکان کے ساتھ ساتھ اس کے آداب بھی اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمائے اور ادنیٰ سے ادنیٰ بے ادبی و گستاخی کے لیے تحدید و وعید عذاب شدید بھی ارشاد فرمائی۔

مکانِ عظمت و شان و رفعت مکان میں

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ اور وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ ۔ الآیہ ۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۔ الآیہ ۔ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا ۔ الآیہ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِیْهِمْ ۔ الآیہ ۔ اور قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۔ الآیہ ۔

مقامِ نعت میں ۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۔ الایہ ۔ ارشاد فرمایا ہے :۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ ۔ الایہ ۔ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ ۔ الآیہ ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ ۔ یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۔ الایہ ۔ یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۔ قٓ وَالْقُرْاٰنِ ۔ یٰسٓ ۔ طٰهٰ ۔ وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۔ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۔ وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۔ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۔ الآیہ ۔ وغیرہا صدہا آیاتِ مبارکہ میں نعت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے بتاتے اور سلیقے سکھاتے ہیں ۔

مقامِ ادب میں ۔ لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا ۔ وَقُوْلُوا انْظُرْنَا ۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ۔ الایہ ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ الایہ ۔ جیسے احکام میں طریقۂ آداب کے لیے ہدایت فرمائی ۔

اب ان مقامات سے ہٹ کر اگر کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ بے ادبی و گستاخی جانے یا انجانے میں کر بیٹھے تو اس کے متعلق ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ اگر تم نے میرے محبوب کی بارگاہ عظمت شان و رفعت مکان کا خیال نہ رکھا تو پھر یاد رکھو اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ۔ یعنی تمہارے تمام اعمال ساری نیکیاں ضائع و برباد ہو جائیں گی اور تمہیں اس کا احساس بھی نہ ہو سکے گا اور پھر جس کی کوئی تلافی بھی نہ ہو سکے گی اور قیامت میں بھی تم بڑے خسارے اور نقصان میں رہو گے۔

حضرت قبلہ والد ماجد مدظلہ العالی کا نعتیہ کلام آپ کے پیش نظر ہے۔ آپ خود اندازہ کریں گے کہ بقول امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ انھوں نے "تلوار کی دھار پر چل کر" کتنا محتاط طریقہ اس راہ میں اپنایا ہے کہ "فن شعر" "پاس شرع" اور طریقت و ادب کے تمام اصول و ضوابط اور قواعد کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی عقیدت و محبت کے پھول حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نذر کیے ہیں جن کی مہک سے قلوب محبان رسول کریم معطر اور جن کی پاکیزگی اور چمک سے منور ہو رہے ہیں۔ یہ سب فیضان سرکار امام اہل سنت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برکات انہی کے صدقات اور انہی کی دعاؤں کا ثمر ہے۔ اور یہ وہ اکتساب نورانی و فیضان محبت ہے جس نے عرفان کی منزلوں پر پہنچا کر موصوف کو اعلیٰ حضرت کا مخصوص شاگرد و تربیت یافتہ خلیفہ مجاز بنا دیا۔ اور حضور امام اہل سنت نے محبت کی انہی عرفانی منزلوں میں ان کو پاکر اپنا روحانی فرزند بنا لیا۔

حضرت والد ماجد دامت برکاتہم نے فیضان استاذ و مرشد اور روحانی باپ کی نظر کرم جو لپسر روحانی پر سایہ گستر ہے اس کے متعلق جا بجا اپنے کلام میں خلوص قلب کے ساتھ

اظہار بھی فرمایا ہے۔ ؎

سر پہ برہاؔن کے ہے سایہ فیضان رضاؔ
ان کی رحمت سے تر صاحبِ عرفاں ہونا

پھر اپنے فکر شعر و سخن سے متعلق بھی بلا جھجک یوں اپنا خیال ظاہر کیا ہے ؎

برہان کو کب شعر و سخن کا ہے سلیقہ۔ صدقہ ہے رضاؔ کا
پھر لطف کہ ہر شعر محبت سے بھرا ہو۔ اے سرورِ عالم

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں ؎

فیض رضاؔ سے دوستو برہاؔن کی نظم سنو
سینے پہ دشمنوں کے وہ برچھی سی چبھ نہ جائے کیوں

ایک دیگر نعت کے مقطع میں اپنا مطمح نظر یوں ظاہر کیا ہے ؎

نائب غوث و مصطفےٰ عبد السلام اور رضا
برہاؔن تو اختیار کر دونوں جھلک الگ الگ

ایک جگہ یوں بھی عقیدت کا مظاہرہ کیا ہے ؎

سایہ گستر ایک دریوزہ سگ دربار پر
دامن احمد رضا خاں کل بھی تھا اور آج بھی

غوث اعظم حضرت احمد رضا خاں اور ضیاؔ[1]
ان کا خوشہ چیں برہاؔن کل بھی تھا اور آج بھی

---

[1] حضرت مولانا عبد السلام عید الاسلام ضیاؔر صدیق۔ جد امجد راقم۔ محمود

اب اس کے ساتھ ساتھ اپنی عقیدت و محبت کے دامن میں مرکز سرکار امام اہل سنت سے جو نسبت ہے اُسے ان الفاظ میں بھی بیان کیا ہے۔ ؎

برہاںؔ تھام دامن احمد رضا کو تو
ہے اُس کی ڈور سوئے پیمبر لگی ہوئی

ایک پیاری آرزو اور دیرینہ تمنا کے پیش نظر یوں بھی کہا ہے۔ ؏

کچھ مل ہی رہے گا درِ اطہر پہ رضا کے
بیٹھو چلو برہاںؔ وہ مولیٰ ہے ہمارا

پھر جب عقیدت کی پختگی، محبت کی وارفتگی عشق کی اعلیٰ منزلوں پر پہنچا دیتی ہے تو تصورات کی دنیا میں وسعتِ جذبات و خیالات کی فراوانی کے ساتھ انتہائی عقیدت کے مظہر یہ اشعار بھی ہماری نظر میں آجاتے ہیں۔ ؏

عاقبت برہاںؔ کی فیض رضا سے بن گئی
ہے یہی اپنا وسیلہ بس خدا کے سامنے

اور اسی منزل میں ذرا اس پیاری تمنا کو بھی دیکھیے۔ ؏

مری قسمت ہی کھل جائے جو وہ محشر میں فرما دیں
کہ یہ برہاںؔ رضوی ایک میرا جانثار آیا

معزز ناظرین! یہاں مجھے زیر نظر مطبوعہ کلام پر کسی قسم کا تبصرہ کرنا مقصود نہیں بلکہ اِس گلدستہ مضامین نعت و سلام و مناقب کو جب آپ ملاحظہ فرمائیں گے اس کی خوبیاں عقیدت و محبت کی فراوانی کے ساتھ فنِ شاعری کے محاسن بھی آپ کو نظر آئیں گے۔ یہاں چند باتوں کا اظہار کرنا اور لازمی ہو جاتا ہے۔

اوّل نعت شریف کہنے بیان کرنے کے لیے جہاں عشقِ رسول میں جذبات محبت وعقیدت کی فراوانی درکار ہے وہاں علم تفسیر، حدیث وفقہ اور سیر وتاریخ کا جاننا اور ذہن میں ان کا موجود ہونا لازمی ہے جو بفضلہٖ تبارک وتعالیٰ والد ماجد دامت برکاتہم کو فیضان روحانی، صوری، معنوی، ظاہری وباطنی جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ سے حاصل ہوا۔ اسی کے برکات ولمعات آپ نعت شریف کے اشعار میں جابجا تلمیحات کے طور پر جلوہ گر پائیں گے۔ نیز اکثر وبیشتر اشعار نعت کسی نہ کسی آیت کریمہ، حدیث شریف، فقہائے کرام کے ارشادات، سیر وتاریخ کے واقعات، مشائخ کرام کے قلبی واردات وعرفانی مشاہدات کی ترجمانی شرح وتصریح کرتے نظر آئیں گے۔

دوم : حضرت والد ماجد مدظلہ العالی کے کلام کا کچھ حصّہ حضور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سماعت مبارکہ سے بھی شرف پاچکا ہے اور داد وتحسین کے ساتھ دعائیہ کلمات بھی اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرماتے ہیں۔ نیز اپنی انتہائی مسرّت کے ساتھ اپنے کرم وانعام سے نوازا اور سرفراز فرمایا ہے جیسا فارسی سلام ؎

"حضور سید خیر الوریٰ سلام علیک"

کے سماعت فرمانے کے بعد کا واقعہ کتاب میں اپنے مقام پر حاشیہ میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

سوم : آپ کے علم میں یہ بات ہونا بھی ضروری ہے کہ زیرِ نظر گلدستۂ نعت کا اکثر وبیشتر حِصّہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ کی سماعت اور نظرِ مبارک سے بھی گزر چکا ہے۔ صرف مختصر سا وہ حِصّہ ہی باقی رہ گیا ہے جو ابھی حال ہی میں دستیاب ہوا اور شاملِ اشاعت کرلیا گیا ہے جس کی نشاندہی آپ کو حاشیہ سے ہوجائے گی۔

چہارم : اگر میں اپنے عزیز برادر طریقت حاجی محمد رمضان عبد العزیز سلامی کی کوششوں اور محنتوں کا مختصراً تذکرہ نہ کروں تو ناانصافی ہوگی کہ انہوں نے حضرت والد ماجد دامت برکاتہم کے کل نعتیہ کلام کو جمع کرنے میں بڑی لگن اور محنت کے ساتھ بہت دنوں تک کام کیا ہے اور جیسے جیسے سودات و مبیضات کے اوراق اور تحریریں ملتی جاتیں انہیں وہ ایک ساتھ تین بیاضوں میں نقل و جمع کرتے جاتے جس کی ترتیب و تدوین میرے حصہ میں آئی نیز حاشیہ کا مضمون حاجی صاحب موصوف کا حق تھا جو انہوں نے میرے ہی ایما پر شریک اشاعت کرنے کے لیے تحریر فرمایا ہے۔

سب سے آخر میں بارگاہ رب العزت تبارک و تعالیٰ میں میری دعا ہے کہ مولائے کریم اپنے حبیب پاک صاحب لولاک رحمۃ اللعالمین سید المرسلین۔ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اور طفیل میں حضرت سرکار برہانِ ملت دامت برکاتہم العالیہ کے سایہ بلند پایہ کو ہمارے اور تمام اہل سنت کے سروں پر تادیر قائم رکھے کہ آج دنیا سنیت کے لیے حضور سیدنا مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد و خلیفہ مجاز اور تربیت یافتہ روحانی فرزند اب صرف ان کی ہی واحد ذاتِ اقدس باقی ہے۔ خداوند قدوس ان کا سایۂ مبارک ہمارے سروں پر تادیر قائم و دائم رکھے۔ آمین بجاہ نبی الکریم رؤف رحیم علیہ التحیۃ و التسلیم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی اٰلہٖ و اصحابہٖ و ازواجہٖ و ذریاتہٖ وعلینا معھم۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔ وما علینا الا البلاغ۔

احقر

محمد محمود احمد قادری رضوی سلامی
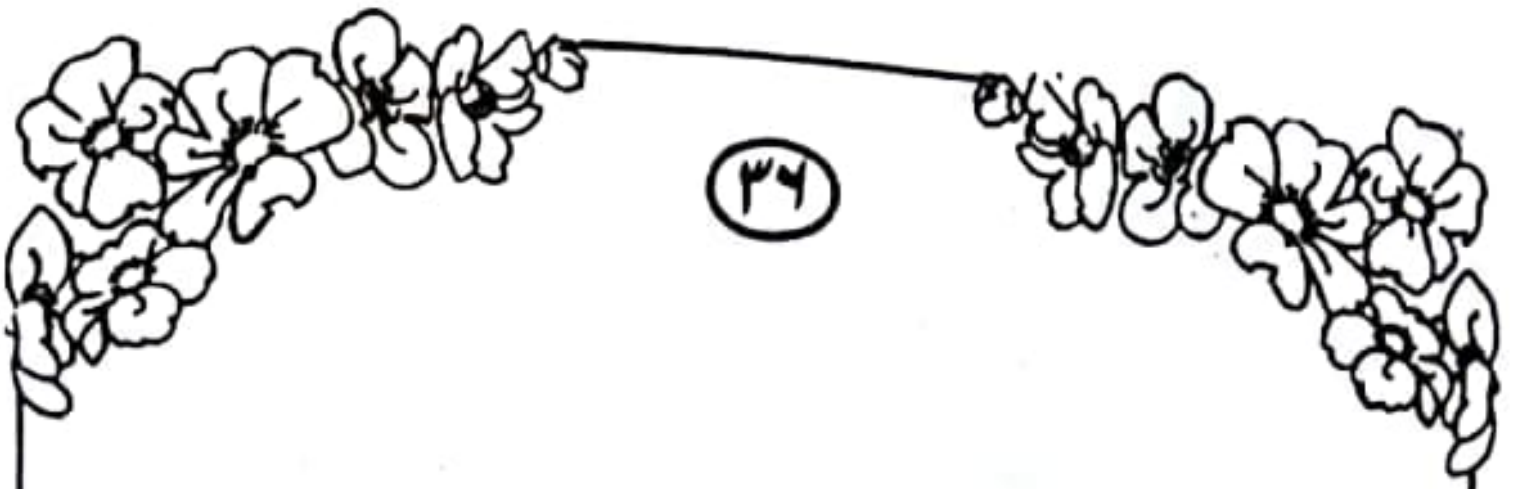
۳۶
تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا
عشق تمام مصطفیٰ عقل تمام بولہب
مکتبہ خورشید عالم گوہر قلم لاہور
۱۵۹۱ء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد و کفی والصلاۃ و السلام علی حبیبہ محمد ن المصطفیٰ و علی اٰلہٖ و ازواجہٖ و ذرّیاتہٖ و اصحابہٖ و اتباعہٖ و علی عبادہٖ الذین اصطفیٰ و بارک وسلم ابدا۔

تعارف

راقم الحروف غلام آستانہ سلامی کو مخدوم زادہ مکرم و محترم سیدی مولف محمد محمود احمد صاحب دام اقبالہم نے حکم فرمایا۔ کہ خادم آستان نے حضرت الاستاد محترم سرکار برہان الملت دامت برکاتہم العالیہ کا نعتیہ کلام کیسے اور کیونکر جمع کیا۔ اس سلسلے میں ایک تعارفی مضمون سپرد قلم کیا جائے۔

اس خادم غلام آستان کے لیے یہ حکم "نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن" کا مصداق بنا۔ اور آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہوا۔ زیرِ نظر گلدستہ نعت کے لیے حق تو یہ ہے کہ

تعارفی مضمون کی حاجت نہ تھی کہ "آفتاب آمد دلیل آفتاب" سے کِسے انکار ہوا ہے۔
ہر چند غور کیا۔ اپنی کم علمی، بے بضاعتی کا معروضہ بھی جب قابل پذیرائی نہ ہوا۔ ناچار "الامر فوق
الادب" کے تحت بنام خدا قلم سنبھالا اور فیضانِ سیدی واوستادی ومولائی وملجائی حضور
سرکار برہان الملت دامت برکاتہم پر تکیہ کرتے ہوئے کمر ہمت باندھی اور درجِ ذیل سطور قلم بند
کرنے کی سعادت حاصل کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ سب سے پہلے میں نے ضروری جانا کہ دلی تمنا
وخواہش کی بنا پر اپنے اوستادِ محترم ومکرم صاحب سجادہ آستانۂ کریمیہ سلامیہ حضور سرکار
برہان الملت دامت برکاتہم العالیہ کی حیات طیبہ کا ایک اجمالی نقشہ ناظرین کے سامنے
پیش کرنے کا شرف حاصل کروں۔

حضرتِ برہان الملت مفتی اعظم مدھیہ پردیش دامت برکاتہم القدسیہ پر ایک اجمالی نظر

نام : عبد الباقی محمد برہان الحق

الملقب : برہان الملت (از مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ)

خطابات : برہان الاسلام، برہان الدین، برہان السنتہ برہان الطب والحکمتہ، ناصر
الدین المتین، کاسر رؤس المفسدین، قرۃ عینی درۃ زینی، یادادی وراحتہ کبدی۔
(از مجدد دین وملت امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ)

ولادت : روز پنجشنبہ ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۰ھ صبح نمازِ فجر کے وقت۔

قطعہ تاریخ ولادت : از جدِ امجد (حضرت برہان الملت) حضرت مولٰنا شاہ محمد عبد الکریم صاحب قادری نقشبندی علیہ الرحمتہ

جُدا مولود خوش از فضلِ حق — جلوہ گر شد در فضائے آب و گل
بست و یک از اوّلِ ماہِ ربیع — صبح روز پنجشنبہ متصل
فکرِ تاریخ ولادت گفت اے
آمدہ برہانِ حق در خانۂ دِل

۱ ۳ ھ ۱ ۰

خاندان : سلسلہ نسب آپ کا حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر سے صدیقِ اکبرؓ تک پہنچتا ہے۔ اس طرح آپ خاندانِ صدیقی کے چشم و چراغ ہیں۔

ہندوستان میں آمد : آپ کے اجداد میں نویں پشت میں حضرت مولانا شاہ محمد عبد الوہاب صاحب علیہ الرحمتہ میر قمر الدین خان آصف جاہ اوّل بانی سلطنت آصفیہ کے زمانے میں آصف الدولہ صلابت جنگ کے ساتھ طائف شریف سے حیدر آباد دکن تشریف لائے اور امامت مکہ مسجد و محکمہ امورِ مذہبی و شرعی کے مناصب پر مامور ہوئے۔ اور یہ مناصب آپ کے خاندان میں پانچویں پشت کے جدِ کریم مولانا شاہ محمد عبد الرحیم علیہ الرحمتہ کے زمانے تک باقی رہے[1]۔

حیدر آباد سے ترکِ سکونت : پانچویں پشت کے جدِ کریم حضرت مولانا شاہ محمد عبد الرحیم کے زمانے میں۔ آصف جاہ رابع میر فرخندہ علی کا دورِ حکومت تھا کہ عشرۂ محرم الحرام ۱۲۶۴ھ

---

[1] تاریخ رشید الدین خانی وحاشیہ خورشید جاہی

مطابق ۱۸۴۸ء کو پیر انوار جنگ نے علانیہ تبرا کیا۔ علمائے اہل سنت نے ان کے خلاف علم جہاد مکہ مسجد میں نصب کر کے سخت احتجاج کیا۔ یہاں تک کہ بلوا تے خاص وعام ہو گیا۔ آصف جاہ خامس میر تہنیت علی خان جو اس وقت ولی عہد تھے۔ اس وقت علمائے اہل سنت پر بہت برافروختہ ہو گئے اور اپنی سخت ناراضی اور غصہ کے سبب علمائے اہلسنت کی ان کی مناصب سے فوری برطرفی پر بضد ہوئے۔ مگر مدار المہام بہادر کی حکمت عملی کام آئی تبرا کا سد باب ہوا۔ اہلسنت کے مطالبات تسلیم کیے گئے۔ فوری طور پر علمائے اہل سنت سے گرچہ کوئی تعرض نہ ہوا مگر عتابِ حاکم برابر جاری رہا۔ دھیرے دھیرے علمائے اہل سنت اپنے مناصب سے ہٹائے جاتے رہے۔ اور ان کی جگہ خوشامدی، ابن الوقت، حاکمِ وقت کے اشارۂ ابرو پر چلنے والے یا اعزاز واقتدار کے بھوکے، مصلحت وقت کے مطابق حق کہنے سے بھی خاموش رہنے والوں نے رواج پایا۔ ۱ے

حضرت شاہ مولانا محمد عبدالرحیم صاحب نے حکومت اور حاکمِ وقت کے طرزِ عمل کا اندازہ فرماکر اپنے فرزندوں مولانا شاہ محمد عبدالرحمٰن اور اپنے پوتے مولانا شاہ محمد عبدالکریم کو نصیحت فرمائی کہ وہ اب مملکت آصفیہ حیدرآباد میں کوئی بھی دینی و دنیاوی منصب نہ قبول کریں اور بہتر تو یہ ہوگا کہ اس حکومت کی حدود سے ترکِ سکونت کا انتظام کرلیں۔ حسبِ نصیحت ہر دو حضرات نے حدودِ مملکتِ آصفیہ سے نکل کر برطانوی علاقہ تاربن۔ سکندرآباد میں سکونت اختیار کی۔ (جو برطانوی فوجی ہیڈکوارٹر اور ریذیڈنٹ کا علاقہ تھا) اور یہاں پہنچ کر ذریعہ معاش کے لیے مولانا شاہ محمد عبدالکریم صاحب نے برطانوی مدراسی فوج میں ملازمت اختیار کرلی۔ جس میں آپ کے

۱ے سیر و سوانح حضرت مولانا شاہ محمد عبدالکریم میں تفصیلی واقعات ملاحظہ ہوں۔ رمضان سلامی

بیشتر اعزہ پہلے ہی سے ملازم تھے۔ آپ اس فوج میں مذہبی مدرس، میر منشی اور کوتوال کے عہدے پر فائز ہوتے [۱]

مدراسی فوج کے ساتھ جبلپور تشریف آوری :۔ مدراسی فوج کے ساتھ حیدر آباد سے کامٹی اور پھر اواخر ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء میں مولانا شاہ عبد الکریم صاحب جبل پور تشریف فرما ہوتے۔ پھر جبل پور میں چند ہی سال بعد فوجی ملازمت سے مستعفی ہو کر خدمت دین و مذہب اور فلاح و بہبود و بھلائی خلق کے لیے جبل پور ہی میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ [۲]

آغازِ تعلیم اور قیام مدرسۂ برہانیہ :۔ ۱۳۱۵ھ

اساتذہ :۔ حضرت مولانا شاہ عبد الکریم (جدِ امجد)، حضرت مولانا شاہ محمد عبد السلام الملقب بہ عبد الاسلام (والد ماجد)، حضرت مولانا قاری محمد بشیر الدین (عمِ محترم) مولوی جلال میر پشاوری (جبل پور میں)، مولانا رحم الٰہی بریلی شریف، (مدرس اوّل منظر اسلام) اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ محمد احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ والرضوان۔

آغاز شاعری :۔ آپ نے پہلی نعت شریف صرف نو سال کی عمر یعنی ۱۳۱۹ھ میں حضور رسالت مآب میں گزاری جس کے مطلع کا مصرعہ ہے۔ ع

"نام تیرا یا نبی میرا مفرح جان ہے"

پہلا شرفِ زیارت اعلیٰحضرت :۔ زیارت حرمین طیبین سے ۱۳۲۴ھ ربیع الاول شریف

---

[۱] سیر و سوانح حضرت مولانا شاہ محمد عبد الکریم علیہ رحمتہ میں تفصیلی واقعات ملاحظہ ہوں برمضان سلامی

[۲] تاریخ رشید الدینخانی وحاشیہ خورشید جاہی

کو واپسی پر بمبئی میں۔

اعلیٰحضرت کے حضور دوبارہ حاضری شرفِ زیارت :۔ اعلیٰ حضرت کی طلبی پر جمادی الاول ۱۳۳۲ھ/سنہ ۱۹۱۴ء کو حضرت عبدالاسلام نے بریلی شریف کا عزم سفر فرمایا۔ آپ نے بھی اپنے والد ماجد سے ہمراہ سفر ہونے کی سعادت چاہی۔ حصول اذن پر بریلی حاضر ہوتے اسی سفر کے دوران آپ نے ایک فارسی سلام بحضور سید خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام کے چند شعر کہے۔ جس کا مطلع ہے ؎

حضور سید خیر الوریٰ سلام علیک

بارگاہ شفیع الوریٰ سلام علیک

(یہ سلام حضور امام اہلسنت کے گوش گذار کیا گیا جسے سماعت فرمانے کے بعد سید اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے حضرت برہان الملت کو اپنے پہلے انعام و کرم سے نوازا اور سرفراز فرمایا اور دعائیں دیں۔ اس کی تفصیل حاشیہ میں جہاں سلام درج ہے ملاحظہ فرمائیں)۔

اعلیٰ حضرت کے حضور شرفِ تلمذ و اکتسابِ فیض کے لیے حاضری :۔ شوال المکرم ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء لغایت جمادی الاول ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء

بیعت :۔ ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء

فتویٰ نویسی کی ابتدا :۔ ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء

مکمل و مستقل طور پر دارالافتاء کی ذمہ داری :۔ ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء

سند حدیث و خلافت :۔ ۲۶ جمادی الآخر ۱۳۳۷ھ عیدگاہ کلاں جبل پور کے جلسۂ عام میں اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے پینتالیس علوم اور گیارہ سلسلوں

کی اجازت اعلان کے ساتھ مرحمت فرمائی اور رسالہ مبارکہ الاجازات المتینہ میں تحریری سند عطا فرمائی۔

خلافت کمیٹی اور ترکِ موالات کی مخالفت :- ۱۳۳۷ھ تا ۱۳۴۲ھ

جماعت ظاہرین علی الحق کا قیام :- ۱۳۲۲ھ

خلافت کانفرنس بریلی میں مولانا ابوالکلام آزاد سے مناظرہ :- رجب ۱۳۳۹ھ

مفتی شرع :- شعبان ۱۳۳۹ھ

(بریلی کے مناظرہ ابوالکلام کے بعد شعبان کی ابتدائی تاریخوں میں ہندوستان کو انگریزوں سے آزادی ضرور حاصل ہوگی۔ اس خیال کے ساتھ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ نے پورے ملک ہندوستان کے لیے حضرت صدرالشریعتہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی کو قاضی شرع اور ان کی مدد کے لیے حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خانصاحب مفتی اعظم ہند اور حضرت مولانا عبدالباقی محمد برہان الحق (برہان الملت) مفتی اعظم مدھیہ پردیش کو ایک مجلس خصوصی ترتیب دے کر مفتی شرع مقرر فرمایا)

زیارتِ حرمین طیبین پہلی بار :- ۱۳۴۱ھ

حرمین طیبین پر نجدیوں کے مظالم پر احتجاج :- ۱۹۲۵ء

(جلسے جلوسوں کی قیادت اظہار غم وغصہ کے ساتھ احتجاجی رسائل واشتہارات کی طباعت واشاعت)

مسلم لیگ میں شمولیت :- ۱۹۳۴ء لغایت ۱۹۴۹ء

میرج ایکٹ وشاردا ایکٹ کے خلاف احتجاج :- ۱۹۳۶ء

لیگ سے متعلق !

۱۔ ۱۹۳۴ء میں شامل ہوئے۔

۲۔ ۱۹۳۶ء تا ۱۹۴۹ء شہر و ضلع لیگ جبلپور کے مسلسل و مستقل صدر رہے۔

۳۔ لیگ کی صوبائی کونسل و ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے۔

۴۔ لیگ کی کل ہند کونسل کے ممبر منتخب ہوتے۔ جن سالوں میں صوبائی لیگ نے کل ہند لیگ کونسل کا ممبر منتخب نہ کیا۔ مسٹر جناح نے بحیثیت صدر ان سالوں میں کل ہند لیگ کی کونسل کو ممبر نامزد کیا۔

۵۔ ۱۹۴۴ء سی پی لیگ پارلیمنٹری بورڈ کے ممبر منتخب ہوتے۔

۶۔ ۱۹۴۵ء کے انتخابات میں صوبائی لیجلیچر (اسمبلی) کے ممبر منتخب ہوتے۔ اور پانچ سال ایم ایل رہے۔

۷۔ اکثر صوبائی لیگوں اور کل ہند لیگ کے سالانہ جلسوں میں التزاماً شرکت کی۔

۸۔ شمال مغربی ہندوستان، پنجاب، سرحد، بلوچستان اور سندھ کا طویل مدتی دورہ کیا اور لیگ کے نصب العین پاکستان کی وکالت اور مطمع نظر کی حمایت و نشر و اشاعت کا فریضہ انجام دیا۔

۹۔ ودیا مندر اسکیم کے خلاف احتجاج میں صدیق ملت نواب صدیق علیخاں کی سول نافرمانی کی پوری حمایت کی۔

۱۰۔ لیگ کی فلسطین کانفرنس میں مجاہدانہ اعلان۔

۱۱۔ تحریک راست اقدام ۱۶، اگست ۱۹۴۶ء بمبئی کے عام جلسے میں حصولِ آزادی کے لیے سرفروشانہ اعلان۔

۱۲۔ سنی لیگ کے اجلاس میں شرکت اور تمام علمائے اہلسنت کے ساتھ حمایت پاکستان کا اعلان۔

۱۳۔ جبل پور میونسپل ایڈوائزری بورڈ کی ممبری

۱۴۔ آزادئ ملک کے بعد لیگ کی قیادت کی بنا پر ۱/۲ ۱ ماہ جیل میں ۱۹۴۸ء

۱۵۔ مسلم کانفرنس لکھنؤ میں شرکت ۱۹۴۹ء

۱۶۔ دورۂ پاکستان پہلی بار ۱۹۵۰ء

سجادہ نشینی :۔ وصال حضرت مولنا عبد السلام عید الاسلام علیہ رحمتہ والسلام ۱۴ ارجمادی الاول ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۱ء سجادہ نشینی بروز سوئم ۱۶ رجمادی الاول ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء۔

انجمن ترقی اُردو کے لیے مساعی :۔ ۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۵ء

طبی کانفرنس کے لیے مساعی :۔ ۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۵ء

زیارت حرمین طیبین دوسری بار :۔ ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۶ء

دورۂ پاکستان دوسری بار :۔ ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء

مذہبی ملی وسیاسی جماعتوں میں شرکت :۔ جماعت رضائے مصطفےٰ، سنی جمعیتہ العلماء، سنی لیگ، انجمن تبلیغ سیرت، مسلم متحدہ محاذ، مسلم پرسنل لاء کمیٹی وغیرہ

خطبات وصدارت واستقبالیہ :۔ میرج ایکٹ کے خلاف تقریر صدارت ۱۹۳۶ء مطبوعہ۔ جبل پور ضلع لیگ کانفرنس استقبالیہ خطبہ ۱۹۴۰ء مطبوعہ، آل انڈیا سنی جمعیتہ العلماء برہانپور رجب ۱۳۷۷ھ غیر مطبوعہ، آل برارسنی کانفرنس کارنجہ اکولہ برار شعبان ۱۳۷۷ھ مطبوعہ، جماعت رضائے مصطفےٰ ابجوج شوال ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۵۹ء مطبوعہ۔ چھتیس گڈھ مسلم کانفرنس (مسلم متحدہ محاذ) جمادی الاول ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۰ء مطبوعہ۔ یوم ولادت امام احمد رضا ناگپور شوال ۱۳۸۱ھ غیر مطبوعہ، بہار صوبائی سنی کانفرنس

سیواں چھپرہ بہار ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء مطبوعہ

مصنفات :-

1. اَلبُرہَانُ الاَجلٰی فِیمَا یَجُوزُ بِہٖ تَقبِیلُ اَمَاکِنُ الصُّلحَا ۱۳۲۲ھ مطبوعہ
2. دُرَّۃُ الفِکرِ فِی مَسَائِلِ الصِّیَامِ وَعِیدُ الفِطرِ ۱۳۴۳ھ 〃
3. اِجلَالُ الیَقِینِ بِتَقدِیسِ سَیِّدُ المُرسَلِینِ مَعَ تَقرِیظِ امام اہلسنت ۱۳۳۷ھ مطبوعہ
4. سواقل وہابیت کی تصویر ۱۳۳۷ھ 〃
5. چھپے تھانوی کے پرچے 〃 〃
6. سوالف وہابیت کی تصویر 〃 〃
7. اِتمَامُ الحُجَّۃِ ۱۳۳۶ھ 〃
8. روح الورہ لنفع سوالات ہردہ ۱۳۴۰ھ 〃
9. اسلام اور ولایتی کپڑا 〃 〃
10. چار فقہی فتوے معہ تقریظ امام اہلسنت ۱۳۳۹ھ 〃
11. فِقہُ الاِھلَالِ لِشَہَادَاتِ رُؤیَۃِ الھِلَالِ ۱۳۴۲ھ 〃
12. تَعلِیمُ الاِسلَامِ فِی تَمیِیزِ الاَحکَامِ ۱۳۷۲ھ 〃
13. اکرام امام احمد رضا ۱۳۸۹ھ لاہور
14. صِیَانَۃُ الصَّلٰوۃِ عَن حِیَلِ البِدعَاتِ ۱۳۸۹ھ 〃
15. اَلمُعجِزَۃُ العُظمٰی المُحَمَّدِیَّۃ ۱۳۳۵ھ غیر مطبوعہ

١٦۔ اَلْمَسْلَكُ الْاَظْهَر فِي تَحْقِيقِ اذَرْ — ۱۳۴۴ھ غیر مطبوعہ

١٧۔ قیامت صغریٰ گولہ باری گنبد خضرا — ۱۹۲۵ء " "

١٨۔ الکرامات مجدد اعظم — " "

١٩۔ نیر جلال مجدد اعظم — ۱۳۸۶ھ " "

٢٠۔ سوانح امام دین مجدد مأتہ حاضرہ — ۱۳۸۱ھ " "

٢١۔ حالات ارتقار عید الاسلام — ۱۳۸۹ھ " "

٢٢۔ حیات اعلیٰ حضرت کا ایک ورق — " "

٢٣۔ زبدۃ الاصفیا صدر الشریعہ مولٰنا امجد علی رضی اللہ عنہم الرحمٰن — ۱۳۹۶ھ " "

٢٤۔ حیات حضرت مولٰنا عبد الکریم وخاندانی حالات — ۱۹۷۶ء " "

ان کے علاوہ فتاویٰ بنام اَلْمَوَاهِبُ الرَّبَّانِيَه بِالْفَتَاوىٰ السَّلَامِيَةَ وَ الْبُرْهَانِيَةَ کی ۱۸ جلدیں مکمل ہو چکیں جو فل اسکیپ کے سات ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔ اس میں مسائل فقہیہ پر متعدد غیر مطبوعہ رسائل شامل ہیں۔ فتاویٰ کی نقل کا ۱۳۴۵ھ کے پہلے کوئی مستقل اور باقاعدہ انتظام نہ تھا۔ ہزار ہا مسائل منتشر اوراق یا چھوٹی چھوٹی کاپیوں میں مسودات کی صورت میں جو موجود ہیں۔ وہ ان کے علاوہ ہیں۔

احیائے سنت و ترویج اشاعت مسلک کے اسفار :۔ حضرت برہان الملت مدظلہ العالی کے سفر جو صرف دینی مذہبی ضرورت کے پیش نظر ہوئے ان کی ایک طویل فہرست ہے ان کا احاطہ و تفصیل یہاں ممکن ہی نہیں حیات طیبہ حضرت برہان الملت دامت برکاتہم جو زیر تصنیف و ترتیب ہے اس میں انشاء المولیٰ تعالیٰ ان کا تفصیلی ذکر ہوگا۔

تبلیغ دین و مذہب :۔ جماعت ظاہرین علی الحق (جیسے حضور سرکار برہان الملت کی سرپرستی

کا فخر حاصل ہے) کے تحت تبلیغ دین و مذہب کا جو کام ایک سلیقہ کے ساتھ خاموش تبلیغ کا انجام پا رہا ہے۔ قریب پون صدی کے عرصہ میں ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی ہے۔ جن کی فہرست ہر سال نقشہ سحر و افطار میں ۱۳۶۷ھ تک برابر شائع ہوتی رہی۔ اس کے بعد اشاعتِ فہرست کا سلسلہ بند کر دیا گیا مگر بفضلہٖ تبارک و تعالیٰ سلسلہ تبلیغ دین و مذہب آج بھی جاری ہے اور ہر سال کم و بیش سو سوا سو غیر مسلم آپ کے دستِ حق پرست پر داخلِ اسلام ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

حضرت برہان الملت دامت برکاتہم کی حیاتِ طیبہ کا اجمالی حال ہدیۂ ناظرین ہو چکا ہے۔ اب کچھ حسبِ حکم شہزادگان والا تبار اس گلدستۂ نعت کے جمع کرنے کی سعادت اور حالات کا تذکرہ کروں۔

شاکر اورنگ آبادی نے "سی پی کے موتی" کے نام سے ایک کتاب مرتب کرنا چاہی جس میں وہ صرف نعت گو شعراء ہی کا تذکرہ کرنا چاہتے تھے کہ انھوں نے راقم الحروف کو لکھا کہ اپنے شہر کے نعت گو شعراء کے اسماء مختصر حالاتِ زندگی کے ساتھ قبولیت عام کے درجے والی نعتیں یا منتخب اشعار ان کو لکھ بھیجوں۔

میرے سامنے اس وقت حکیم مولوی عبدالرحیم مذاقؔ سلامی، حافظ عبدالحمید جنوںؔ (زیبائی) سلامی اور حافظ عبدالمجید عبدؔ سلامی کا نعتیہ کلام تھا۔ یہ تینوں حقیقی بھائی تھے۔ ان ہی کا کلام اکثر و بیشتر محافلِ میلاد و مناقب میں پڑھا جاتا لہٰذا ۱۹۴۴ء سے ۱۹۴۷ء تک جہاں ان برادرانِ ثلاثہ کا نعتیہ کلام جمع کرتا رہا۔ وہیں چند نعتیں حضور سرکار برہان الملت دامت برکاتہم کی بھی جمع و نقل کے لیے ہاتھ آئیں اور بھی چند دیگر جبل پور کے نعت گو حضرات کی نعتیں ہو گئیں۔

کہ اسی درمیان اس عنوان پر شاکر صاحب نے غالباً حوصلہ افزائی نہ پاکر "سی پی۔ کے موتی" کا ارادہ ترک کر دیا اور "سمن زار" کے نام سے شعرا نظم کا حال چھاپا۔

مذکورہ برادران ثلاثہ کا کلام پسران مذاق مرحوم حکیم منظور الزماں و حکیم محمود الزماں طبع و شائع کرانا چاہتے تھے کہ اس کے قبل بنام "ریاض نورانی" مذاق مرحوم کا کلام نعتیہ طبع ہو کر شائع ہو چکا تھا۔ ابھی یہ ارادہ ہی ہوا تھا کہ "ریاض نورانی" پر اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ رحمتہ کا ۲۲ رجب ۱۳۳۷ھ کے محررہ والا نامے کا یہ ارشاد معلوم ہوا کہ

"حکیم صاحب کا دیوان کہیں کہیں سے دیکھا اسمیں اغلاط شرعیہ اور شعریہ بھی ہیں اگر حکیم صاحب بعد اصلاح دوبارہ طبع کرائیں۔ جو بوجہ اغلاط شرعیہ ضروری ہے۔ تو ایک نسخہ اور بھیج دیں کہ اس پر فہرست اغلاط بنا کر بھیج دی جائے والسلام"

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی کے اس ارشادِ عالی کے بعد غلامانِ رضا بنا اصلاح شرعی و شعری کیسے غیر مطبوعہ کلام کی طباعت کا خیال تکمیل کو پہنچاتے۔

۱۴ جمادی الاول ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء بروز دوشنبہ حضرت پیر و مرشد سیدی و مولائی حضرت مولانا شاہ محمد عبد السلام الملقب بہ عید الاسلام علیہ رحمتہ السلام کا وصال بعد نمازِ فجر قبل طلوع آفتاب ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ان کے عرس چہلم شریف میں حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی شاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب مدت مدید کے بعد جبل پور تشریف لائے اور پھر تو ہر سال عرس رضوی عید الاسلامی میں تشریف فرما ہوتے اور اکثر و بیشتر ڈیڑھ ماہ سے زائد قیام فرماتے۔ جبل پور سے ہی اجمیر مقدس عرس کے موقع پر تشریف لے جاتے۔

۱۳۷۲ھ پہلے ہی عرسِ رضوی عید الاسلامی کا واقعہ ہے کہ حضو مفتی اعظم ہند

علیہ الرحمہ کے دوران قیام روزانہ شب و روز نعت خواں حضرات حاضر ہوتے نعتیں پڑھتے اور دعائیں لیتے۔ یہ سبھی پڑھنے والے امام احمد رضا فاضل بریلوی، مولنا حسن رضا خان حسن بریلوی، مولوی جمیل الرحمٰن جمیل بریلوی، مذاق جبلپوری، جنون جبلپوری اور حضور سرکار برہان الملت مدظلہٗ العالی وغیرہ کا نعتیہ کلام پڑھتے۔ ایک شب اس خادم نے حضرت برہان الملت کی نعت ؎

"فرقت کی آگ ہے میرے دل پر لگی ہوئی"

پڑھی۔ حضرت مفتی اعظم ہند بہت انہماک و محو تصور کہیں کھوئے سے نعت شریف سماعت فرما رہے تھے۔ پلکیں بھیگتی جا رہی تھیں کہ مقطع کا شعر سن کر حضرت نے آنکھیں کھول کر دیکھا اس وقت حضرت برہان الملت اس محفل میں تشریف فرما نہ تھے۔ نعت شریف ختم ہوتے ہی حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے کپڑے کے بستے سے چند متفرق اوراق نکال کر مجھے مرحمت فرمائے۔ ارشاد فرمایا "انہیں نقل کر لو" اور پڑھ کر سنایا کرو اور اسی وقت نعت شریف ؎

"حبیبِ خدا کا نظارہ کروں میں"

پڑھنے کا حکم فرمایا" حسبِ حکم نعت شریف پڑھ لینے کے بعد میں نے خدمتِ اقدس میں گذارش کی کہ اگر سرکار اجازت مرحمت فرمائیں تو اس بستے سے نعت شریف کے مسودات و مبیضات نکال کر ایک قلمی بیاض تیار کر لی جائے۔ تاکہ متفرق و منتشر اوراق کے ضائع ہونے سے نعتیہ کلام کل محفوظ ہو جائے۔ سرکار نے بکمال شفقت اجازت مرحمت فرمادی۔

خادم راقم الحروف نے فرضِ غلامی ادا کرتے ہوئے ۱۳۶۲ھ لغایت ۱۳۷۵ھ حضور مفتی اعظم ہند کے کل نعتیہ کلام کو جمع کرنے کی بھی سعادت پائی اور حسب عادت اس کی تین نقلیں ایک ساتھ التزاماً کرتا جاتا۔ دو نقلیں میرے پاس ہوئیں اور ایک حضور مفتی اعظم ہند کے پاس ہوتی۔ حیرت و افسوس ہوتا ہے کہ حضور سرکار مفتی اعظم ہند کے نعتیہ اشعار کی قلمی بیاض تین بار غائب ہوئیں

اور حسب حکم ہر بار اس کی دوسری نقل حاضر کرنے کی سعادت پاتا رہا۔

محرم الحرام ۱۳۹۰ھ میں جب سرکار مفتی اعظم ہند جبل پور تشریف لائے اس وقت بھی معلوم ہوا کہ نعتیہ بیاضِ قلمی غائب کر دی گئی ہے۔ چونکہ اس بار سفر میں الحاج حافظ محمد فاروق صاحب مدنپورہ بنارس جو حضور مفتی اعظم ہند کے خلیفہ بھی ہیں ہمراہ تھے۔ لہٰذا انھوں نے حالات کی پوری جانکاری ہو جانے پر حضور سے اس کی طباعت و اشاعت کی اجازت چاہی بحمدہٖ تعالیٰ انہیں اس کی اجازت حاصل ہو گئی۔ سرکار مفتی اعظم ہند سے اس جمع و ترتیب کس طرح ہو۔ ہدایت چاہی اور سرکار ہی کے حسب ہدایت چوتھی بار اس کی ترتیب ہوئی اور نقل کی گئی اور چونکہ طباعت کا حکم حاصل ہو چکا تھا۔ اس لیے لازم تھا کہ کتاب پریس میں کتابت کے لیے جانے سے پہلے ایکبار بالاستیعاب حضور کی سماعتِ مبارکہ سے ضرور گذرے۔ لہٰذا جبلپور سے مراجعتِ بریلی شریف کے موقع پر پورے نعتیہ دیوان کو اول تا آخر سُنانے اور اس پر ترمیم تبدیل کو جو حضرت مفتی اعظم ہند نے اس وقت فرمائی۔ حاشیہ میں لکھ دینے کا شرف بھی مجھے حاصل ہوا۔

مگر حد درجہ افسوس اس بات کا ہے کہ پریس میں جانے کے بعد ترمیم و تبدیل کا بھی خیال نہ رکھا گیا۔ بلکہ طباعت کے پہلے پروف کو بھی صحیح طور پر نہ جانچا جا سکا۔ جس کے باعث کافی اغلاط اس میں واقع ہوئے ہیں۔ مگر بفضلہٖ تبارک و تعالےٰ حضور مفتی اعظم ہند المتخلص بہ نوریؔ کا نعتیہ کلام "سامانِ بخشش" زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر شائع ہو گیا۔

ادھر حضرت برہان الملت مدظلہ العالی کا نعتیہ کلام برابر ہر مبارک موقع پر پڑھا جاتا۔ مگر اسے جمع کر کے طباعت کی جب بھی درخواست کی جاتی اسے حضور پسند نہ فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ "یہ تُک بندیاں ہیں شعر و سُخن سے انہیں کیا نسبت اور میرا طرزِ عمل تو اس سلسلے میں بقول حضرت الاستاذ مجدد دین و ملت علیہ الرحمۃ یہ ہے کہ ؎

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ ہوس شاعری کی نہ پرواردی تھی کیا کیسے قافیے تھے

۱۳۷۶ھ میں جب حضور مفتی اعظم ہند جبلپور تشریف فرما ہوئے تو ایک شب مضامین نعت ومناقب اور سلام پر حضور مفتی اعظم ہند، سرکار مفتی اعظم مدھیہ پردیش، مولٰنا ساجد علی خاں ساجد بریلوی، بابو عبد الصمد مجنوں (زیباتی) سلامی آپس میں گفتگو فرمارہے تھے کہ راقم نے موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے بتوسط حضور مفتی اعظم ہند حضرت الاستاذ برہان الملت کے نعتیہ کلام کو پوری طرح جمع کرنے کی اجازت حاصل کر ہی لی۔ مگر اس کی طباعت واشاعت سے متعلق عرض پر پہلے تو حضور سرکار مفتی اعظم ہند سے بھی عذر فرمادیا گیا۔

مگر قربان جائیے سرکار مفتی اعظم ہند کے اس کمال شفقت ومحبت پر جو وہ حضرت برہان الملت سے فرماتے بلطف وکرم ومحبت ارشاد فرمایا۔ ”مولٰنا! میں نے آپ کی نعت ومنقبت مختلف اوقات میں سنی ہیں اور دیکھی پڑھی ہیں۔ بفضلہ تعالےٰ شرعی اور شعری قواعد وضوابط اور فنی لحاظ سے بھی ہر قسم کے اغلاط سے پاک وصاف ومحفوظ ہیں۔ اور یہ آپ کے علم کی فضیلت و بزرگی کے ساتھ سچی عقیدت وبے پناہ محبت نبی کریم علیہ التحیتہ والتسلیم کا خاصہ ہے جس کا اظہار آپ کے نعتیہ اشعار میں پایا جاتا ہے۔ آپ کو ان کی طباعت واشاعت میں کیوں عذر ہے۔“
اس ارشاد عالی پر حضرت برہان الملت نے سرکار مفتی اعظم ہند کے حضور عرض کیا ”حضور والا! سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطبوعہ نعتیہ کلام ”حدائق بخشش“ کے ہوتے اب کسی اور کے کلام کی طباعت واشاعت کی کیا حاجت اور سچ تو یہ ہے کہ اسی خیال نے مجھے ہمیشہ اس کے ارادے سے باز رکھا ہے۔ رہا نعتیہ اشعار کہنا تو جس کا کھانا اس کا گانا۔ یہ غلامانِ باوفا کا ہمیشہ سے شعار رہا ہے اور میرے نعتیہ اشعار میں بھی تو اسی کا اظہار ہے۔

اس پر سرکار مفتی اعظم ہند نے فرمایا "میں بھی یہی سوچتا ہوں۔ مگر کبھی کبھی ماہانہ رسائل چھوٹی چھوٹی نعت کی مطبوعہ کتابوں میں جو ہمارے اشعار نعت کی اشاعت محبین نے کر دی ہے۔ اسی کے بعد تو پورے نعتیہ کلام کو جمع کر کے طباعت واشاعت کی فرمائشیں برابر جاری ہیں۔ لہٰذا اگر جمع وترتیب کے بعد نظر ثانی کر کے طباعت کی اجازت دے دی جائے تو اچھا ہے"۔ اتنی گفتگو کے بعد حضرت برہان الملت دامت برکاتہم نے طباعت کی اجازت بھی مرحمت فرما دی۔

اس وقت تک حضرت کا بیشتر کلام یہاں وہاں سے تلاش کر چکا تھا۔ اب حضرت کی ڈائریوں، خطوط کی کاپیوں، فقہ کی کتابوں، نقل فتوے کے رجسٹروں اور خطوط کے انبار میں جو متفرق اوراق دستیاب ہوتے رہے۔ بلالحاظ ترتیب وتدوین انہیں جمع کرتا رہا اور تین جگہ ان کی نقل کرتا۔ نیز اپنی خود کی نقل میں اشاریہ کے طور پر جو کچھ باتیں سامنے آتیں، لکھ لیتا۔ آج وہی تحریری یادداشت حاشیہ کے طور پر مفید معلومات کا ذریعہ نظر آئیں۔

رقعات نعت ومناقب جیسے ہی دستیاب ہوتے ہر دو مفتیانِ عظام کے حضور پڑھ لیے جاتے تاکہ نظر ثانی ہو جائے۔ اور اصلاح وترمیم وتبدیل کی ضرورت آگے باقی نہ رہ جائے۔ اس طرح اس گلدستۂ نعت کا بیشتر حصہ حضور مفتی اعظم ہند کے شرف ملاحظہ اور سماعتِ مبارکہ سے بھی گزر چکا ہے اور حضور کی نظرِ علم وکرم سے جلا پا چکا ہے۔

یہاں ناظرین کے علم میں یہ بات بھی آجانا ضروری ہے کہ ۱۳۳۷ھ کے قبل جو نعت ومنقبت تحریر ہوئیں ان میں سے بیشتر حصہ سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام شعر وادب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سماعت قدسیہ سے بھی گزر چکا ہے جس کی شہادت صحیفۂ مبارکہ جو ۱۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۴ھ میں نعت شریف کے ذکر اور حضرت برہان الملت کو ہدایاتِ مربیانہ جو تحریر فرمائی ہیں ان سے واضح ہوتا ہے۔

حضرت سرکار برہان الملت کے نعتیہ اشعار پر تبصرہ یا کسی قسم کا اظہار خیال آفتاب کو چراغ دکھانا اور سوء ادب ہی ہے۔ مگر شہزادگانِ والا تبار حضور برہان الملت کے حکم کے پیش نظر اظہارِ حقیقت سے کیوں گریز ہو لہٰذا اس سلسلے میں عرض ہے کہ۔

ندرتِ بیان، جدتِ ترکیب، الفاظ کی بندش، مضامین کی چستی کے ساتھ فنِ شعر و سخن کے دیگر محاسن بھی خط کشیدہ الفاظ پر غور فرماتے ہوئے آپ خود فیصلہ فرمائیں۔

آپ سراپا رحمت ہیں — آپ مُنزلِ زحمت ہیں
آپ ہی بہرِ شفاعت ہیں — مالک جود و سخاوت ہیں

لا الٰہ الا اللہ — آمنا برسول اللہ

کیوں اس بدادِ گل سے ہوں طالب امداد — ماویٰ ہے ہمارا وہی ملجا ہے ہمارا
جہاں میں جس گھڑی وہ رحمتِ پروردگار آیا — غریبی جی اٹھی بیچے غریبوں کا وہ یار آیا
فدا لاکھوں خرد ایسے جنونِ ہوش پرور پر — ادب سے سر بسجدہ ہو گیا جب کوئے یار آیا
جہنم کی تپش سے سینۂ گستاخ بریاں ہے — یہ اُس کو یا رسول اللہ سنتے ہی بخار آیا

وہ مشکِ عنبریں گیسو، رُخِ انور کے وہ جلوے
کہ جن کے واسطے واللیل آیا والنھار آیا

ہے دست تحیر تہہ دندان حکیماں۔ اعجاز نمایاں

ہو نور سے پر جسم نہ سائے کا پتا ہو۔ اے سرورِ عالم

مثلِ میثاقِ ربوبیت ازل سے تا ابد عظمت احمد کا پیماں کل بھی تھا اور آج بھی

دشمنانِ دین کی مشاطگی کو دیکھ کر
گیسوئے ہستی پریشاں کل بھی تھا اور آج بھی

حسن نور افروز نے عالم کو روشن کر دیا اے حسینوں کے حسیں میری مدد فرمائیے

نبی کے لب سے جس کے لب لیا کرتے تھے چپکارے
وہ جس کے اک اشارے پر فدا ہوں امتی سارے
محمد مصطفٰے کے لختِ دل اور آنکھ کے تارے
علی کے پیارے خاتونِ قیامت کے جگر پارے
زمیں سے آسماں تک دھوم ہے جن کی سیادت کی
وہ سردار شباب اہل جنت، دین کے سرور
امینِ حق سراپا استقامت، صبر کے پیکر
نفوسِ چندِ بے کس، کربلا کا خونچکاں منظر
دلِ حور و ملائک رہ گیا حیرت زدہ ہو کر
کہ بزم گلرخاں میں لے بلائیں کس کی صورت کی
شہادت کی خوشی میں جسمِ نازک پر شہیدوں کے
گل سرخ و گلِ لالہ، چمن کی طرح کھل آئے

وہ تپتی کربلا کی ریت میں، باغِ رسالت کے
سبھے ہیں زخمِ کے پھولوں سے وہ رنگین گلدستے
بہار خوش نمائی پر ہے صدقے روحِ جنّت کی

سلاستِ زبان، مضمون کی بلندی، کلام کی بلاغت، معانی آفرینی کے لحاظ سے یہ چند اشعار بھی ملاحظہ فرمائیے ؎

کچھ واجب و ممکن میں رقابت ہے نمایاں
ہر ایک یہ کہتا ہے، ہم سا ہے ہمارا

اصل انہیں کی ذات ہے۔ جملہ نبی طفیل ہیں
ایک سے سو دیئے جلیں سب کی چمک الگ الگ
ممکن و مظہرِ وجوب۔ حادث و پر تو قدم
چاروں ہی رنگ ایک ہیں جیسے دھنک الگ الگ
فوقِ کمالِ عبدیت تحتِ ظلالِ حقیت
ہوتی ہے چشم درمیاں دونوں پلک الگ الگ

اے مرکز نقطۂ نونِ کن تجھ سے ہے محیط کون و مکان
رحمت کے خطوط و اصل سے پیوستہ کمانِ عالم ہے
اے مظہر اوّل سرِّ خفی اے منبعِ آحد نورِ جلی
باطن تو ہی ظاہر تو ہی۔ تجھ سے ہی یہ شانِ عالم ہے

انسان میں مافوق الفطرت دیکھی نہ کبھی ایسی قدرت
تم لاکھ بشر اپنے کو کہو کچھ اور گمانِ عالم ہے

این ومتیٰ میں عقل وخرد کی گذر نہیں
دیکھو حضور لاتے ہیں اب لامکاں سے کیا
قصرِ دنیٰ کے در زمیں چون وچگوں کہاں
محبوب خود محب آتے وہاں سے کیا
برہان انکشاف یہ اوحیٰ سے ہو گیا
مخفی ہے اب بھی کچھ شبہہ کون ومکاں سے کیا

تلمیحات ۔ آیاتِ قرآنی ۔ احادیثِ نبوی ۔ اقوالِ فقہا ۔ سیر وسوانح اور تاریخ کے طول طویل واقعاتِ سبق آموز کو کس طرح ایک ہی شعر یا کہیں قطعہ بند میں بیان فرما کر جس طرح دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے کہ پڑھتے اور سنتے ہی زبان سے بے ساختہ واہ واہ سبحان اللہ کی آواز بلند ہو جاتی ہے ۔ چند مثالیں اس کی بھی ملاحظہ ہوں ؎

وہاں تھا لَنْ تَرَانِیْ ۔ رَبِّ اَرِنِیْ کی تمنا پر
نہ تھی تابِ تجلی حضرت موسیٰ کی عظمت میں
شَبِ اَسْرٰی تقاضا اُدْنُ یا اَحْمَدُ مسلسل تھا
کہ محبوبِ خدا بڑھ کر ہیں سب سے اپنی رفعت میں
کہیں من ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ سے تنبیہہ فرمائی
نہیں کوئی شریک اس ذاتِ اقدس کا شفاعت میں

عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ سے واضح کر دیا

رازِ قدرت کے میرے مولا تمھیں ہم راز ہو

شَہِیْدٌ عَلَی النَّاسِ اُمت تمہاری

وَلٰکِنْ کَفَانَا شہادت تمہاری

وَاَوْحٰی فَاَوْحٰی فَقَدْ جَآءَ رَجْعًا

فقط ایک ہی آن میں سب ہوا ہے

وَاَنْتَ عَزِیْزٌ حَرِیْصٌ عَلَیْنَا

رَءُوْفٌ رَحِیْمٌ کَرِیْمٌ عطا ہے

واقعاتِ شہادت قلم بند کرتے وقت یا شہدا ر کربلا کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے انہیں مضامین کو کس خوبی سے ادا کیا ہے ملاحظہ فرمائیں ؎

لَنَبْلُوَنَّ کا مومن کو جب خطاب آیا

تو صَابِرِیْن کے بُشْریٰ کا ایک باب آیا

وہ چلچلاتی ہوئی دھوپ خوف بھوک پیاس

لبِ فرات جو وہ ابنِ بُوتراب آیا

تھا امتحان نفوسِ مقدسہ منظور

ثبات و صبر و شہادت کا یہ نصاب آیا

رضا و صبر، خوف و جوع و نقصِ مال انفس پر
سبق کیا بہترین اُمت نے پایا شاہِ ذیشاں سے
وفا کیشی کے وہ وعدے۔ اَوۡفُوۡا سے یہ غفلت
نبی کے لاڈلے پر یہ ستم! وہ بھی مسلماں سے!
مَوَدَّۃَ ہی ذَوِی الۡقُرۡبٰی کی تھی مطلوب آقا کو
جو دل پُر نور ہے اس سے وہ بھرپور احساں سے
فَزِدۡ حَسَنًا کا وعدہ ہے نبی زادوں کے صدقے میں
وسیلہ مانگ تو اُن کا لپٹ کر اُن کے داماں سے
ہے ورثہ سرورِ دیں کا کتاب اللہ و عترت ہی
یہ جس نے پا لیا وہ مطمئن ہے اپنے ایماں سے

جو ترتیبِ حسن قرآن میں قولِ ربِّ اکبر ہو
نبی، صدیق، شہداء صالحیں ہوں اور محشر ہو
تو یہ فرقِ مراتب کیوں نہ برہان دینِ اظہر ہو
"حسن سُنّی ہے پھر افراط تفریط اس سے کیونکر ہو
ادب کے ساتھ رہتی ہے روش اربابِ سُنّت کی

حضرت الاستاذ و مرشدِ برحق اور روحانی پدر۔ امام شعر و ادب، مجدد دین و ملت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کے فیوض و برکات اُن سے وابستگی و نسبت اور عقیدت و محبت کا حِسن

جذبات کے ساتھ اظہار ان اشعار میں کیا گیا ہے وہ ایک یقینِ محکم کی نشاندہی کرتے نظر آتے ہیں ؎

یہ فیضِ رضا ہے کہ وسیلہ ہے ہمارا　　احمدؔ کا ہمیشہ سے رضا جو برہانؔ

مُرشد نے جو نقشہ پیش کیا اُس نعل مبارک کا برہانؔ

لا ریب سند سے ثابت ہے پھر اُس کی صداقت کیا کہنا

سینے سے لگا آنکھوں سے لگا ، سر پہ اُسے رکھ سر اُس پہ رکھ

مانگ اُس کے توسل سے برہانؔ کھل جائیگی قسمت کیا کہنا

برہانؔ ہر وہابی کے سر پر لگی ہوئی　　شمشیر بے نیام رضا کے غلام کی

رحمت کا ان کی سہارا ہے دامانِ رضا کے سائے میں

کیوں بُرہانؔ فکر فردا ہو جب غوث وسیلہ ہو جائے

عاقبت بُرہانؔ کی فیضِ رضا سے بن گئی

ہے یہی اپنا وسیلہ بس خدا کے سامنے

یہاں ایک دعائیہ شعر اور تحریر کر دوں جو گلدستۂ نعت میں تو نہیں مگر حضور برہان الملت دامت برکاتہم القدسیہ ہمیشہ جب بھی شجرۂ عالیہ قادریہ ، برکاتیہ رضویہ سلامی برہانیہ منظومہ

پڑھا جاتا ہے۔ تو اُس کے ختم پر التزاماً اسے ضرور پڑھتے ہیں اور اسے پڑھنے کا صرف انھیں کی ذاتِ اقدس کو حق بھی ہے۔ پھر فاتحہ و دعا مانگتے ہیں۔ وہ شعر یہ ہے۔

حجت و برہان حق ، برہانِ حق کو کر عطا

عید الاسلام، اور رضا، غوث الوریٰ کے واسطے

اب ذرا اس پیاری تمنا و آرزو کے اندازِ مخلصانہ تو دیکھئے ؎

میری قسمت ہی کھل جائے جو وہ محشر میں فرما دیں

کہ یہ برہان رضوی ایک میرا جانثار آیا

سر پہ برہان کے ہے سایۂ فیضانِ رضا

ان کی رحمت ہے ترا صاحبِ عرفاں ہونا

برہان کو کب شعر و سخن کا ہے سلیقہ، صدقہ ہے رضا کا

پھر لطف کہ ہر شعر محبت سے بھرا ہوا اے سرورِ عالم

برہان کھڑا ہے در پہ دامن رضا کا تھامے

تیری گلی کا منگتا بے تان رہ نہ جائے

تاریخ سیر و سوانح اور تلمیحات کے یوں تو بہت اشعار ہیں۔ جو اپنا ایک مقام لیے ہوتے ہیں۔ مگر کچھ نعتیں خاص طور پر اس لحاظ سے ایک نظمِ مسلسل، واقعات کی ترتیب کے ساتھ تلمیحات

کا بھی ایک خاصہ جلو لیے ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں جو نعتیں میرے ذہن میں ہیں۔ ان میں "معراجِ محبوب" "مقصدِ معراج" "بادب جذباتِ برہان۔ عظمت و شان و رفعتِ مکان حبیب الرحمٰن (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ حقیقتِ معراج (ترجیح بند بلغ العلےٰ بکمالہ) میں پورا واقعہ معراج تسلسل کے ساتھ ہے۔ اس ضمن میں سلام صل علیٰ نبینا صل علیٰ محمد کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے جس میں روایات، واقعات، تلمیحات، آیاتِ قرآنی، احادیث نبوی کے مضمون کو ایک ہی مصرعہ یا شعر میں کہہ کر دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ غزل کے ترنم۔ مضامین کی روانی، سلاست زبان کو بھی برقرار رکھا گیا ہے۔ اسی طرح اور بھی نعتیں ہیں جن کے اشعار میں۔ بندش الفاظ میں بے ساختگی، زبان کی پاکیزگی، ندرتِ خیال کے ساتھ بلاغت معانی جذبات کی فراوانی اور نازک خیالی کے ساتھ اشعار میں جو روانی اور ترنم پیدا کیا ہے وہ سکونِ قلب و فرحت و سرور کے تمام سامان لیے ہے۔

نعت شریف بادب جذبات برہان، قصیدہ مدحیہ نعل پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے۔ اس میں عظمت شان کے ساتھ نسبت کی بنیاد پر عقیدت کا جس طرح اظہار ہوا ہے۔ نعل مبارک کے فیوض و برکات اور توسل کو سیر و تاریخ کی بنیاد پر جس بلندیٔ مضمون کے ساتھ جو گلہائے عقیدت اور گہر ہائے محبت نثار کیے گئے ہیں اُن جذبات و خیالات کا اظہار یہاں الفاظ میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں۔ ہاں! اس نعت مبارک کو پڑھنے یا سننے سے صحیح وارداتِ قلب کے ساتھ عقیدت و محبت کی اسی منزل پہ پہنچ کر ان اشعار کی سچی کیفیات و لذات سے آشنا ہوا جا سکتا ہے۔

بعنوان عظمت و شان و رفعت مکان حبیب الرحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم جو نعت شریف ہے اُس میں سیر و سوانح و تاریخ کے مطابق کئی کئی معجزات عظمیہ کریمہ کو ایک ہی شعر میں سمو کر

عظمت شان کا ذکر کیا گیا ہے۔ تو آیاتِ قرآنی و احادیثِ نبوی کی تلمیحات کو اپنا کر رفعتِ مکان صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ اسے سننے یا پڑھنے کے بعد سیرتِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات ایک نظم و تسلسل کے ساتھ ذہن و تصور میں سما جاتے ہیں اُس کے مطلع کا شعر ہے ؎

کلام اللہ شاہد ہے نبی کی شانِ رفعت پر

مدارِ عالمِ امکاں ہے خاص اُن کی رحمت پر

ایک اور نعت شریف میں عظمت و شان اور رفعتِ مکان کو جس بلندیِ مضمون کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اُس کے چند شعر یہاں ملاحظہ ہوں ؎

کیسی عظمت ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا کے سامنے

ہیچ ہیں سب عظمتیں خیر الوریٰ کے سامنے

اک خدا کا نور تھا اور کُن فرمانے کے بعد

پرتوِ نورِ خدا تھا بس خدا کے سامنے

نور اگلوں کے جو چمکے وہ چمک کر رہ گئے

مطلع انوارِ حق شمس الضحےٰ کے سامنے

طور پر موسیٰ گرے لائے تجلی کی نہ تاب

اور محبوبِ خدا خود ہیں خدا کے سامنے

کیا قلم تعریف لکھ سکتا ہے اُس کی لوح پر

عرش پر کرسی ملی جس کو خدا کے سامنے

کچھوچھہ مقدسہ سے عرس مبارک کے نعتیہ مشاعرہ کا مصرع طرح ع

"نورِ باطن دیکھنے کو قلب روشن چاہیئے"

حضرت محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمتہ نے اس مصرعہ پر طبع آزمائی اور شرکتِ عرس مبارک کی دعوت دی۔ مصرعہ مذکورہ پر نعت شریف تو کہی گئی۔ مگر عرس مبارک کچھوچھہ شریف میں عدم شرکت کے باعث پیش نہ ہو سکی۔ مگر جب عرس مبارک کے بعد حضرت محدثِ اعظم ہند، حضرت مفتی اعظم ہند، اور حضور مفتی اعظم مدھیہ پردیش تینوں اکابرین ناگپور میں ایک جلسہ کے سلسلے میں قران النیّرین سعدین کی طرح جمع ہوتے تو حضرت محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمتہ نے حضرت برہان الملت سے عرس مبارک میں شریک نہ ہونے کا شکوہ کرتے ہوتے فرمایا "مولنٰا! آپ عرس شریف اگر تشریف نہ لا سکے تھے تو اپنا کلام ہی اس مصرعہ طرح پر طبع آزمائی کر کے بھیج دیا ہوتا جو میں نے خود آپ کو بھیجا تھا۔" حضرت برہان الملت نے عرض کیا "حضور کی خدمت میں عدم حاضری کی معذرت تو میں کر چکا ہوں حسبِ حکم نعت شریف ضرور لکھی ہے بھیج نہ سکا۔ اِس وقت حاضر ہے۔ پھر یہ نعت اکابرین کے حضور پڑھی گئی۔ اس میں جذبات و عقیدت و محبت درس اتباع رسالت، شانِ عظمت و رفعت میں سلاستِ زبان کے ساتھ مضمون کی بے ساختگی نے وہ سماں پیدا کیا کہ حضرت محدثِ اعظم ہند اور حضور سرکار مفتی اعظم ہند اس کے ایک ایک شعر پر جھوم جھوم اٹھے۔ چند اشعار یہاں ملاحظہ ہوں ؎

سعیٔ قربِ حق میں گر فوزاً عظیماً چاہیئے
اتباعِ سیدِ اکرم یقیناً چاہیئے

کلمہ گوئی تو فقط اسلام کو کافی نہیں
حُبِ احمد دل سے قولاً اور فعلاً چاہیئے

تجھ کو اے زاہد مبارک قصرِ جنت کا خیال

بس ہمیں سرکار کے سائے میں دامن چاہیئے

آرزوئے اَحْسَنَ اللهُ مَالَهٗ رِزْقًا تو ہے

جذبۂ اخلاص بھی بردجہ احسن چاہیئے

الفتِ سرکار کا دعویٰ تو کرتے ہیں سبھی

کردے سب قربان وہ صدّیق کا من چاہیئے

سایۂ دامنِ رحمت یوں تو مل سکتا نہیں

سُنّیت کا خوب گہرا رنگ و روغن چاہیئے

یہ چند اشعار تو بار بار پڑھائے گئے۔ لیکن جب یہ مصرعہ پڑھا گیا۔ ع

"ہے جہنم ذَاتَ لَهَبٍ کی صدا هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ"

تو سبھی حاضرینِ اہلِ علم چونک پڑے اور اُس کے مصرعہ ثانی کے سننے کو بیتاب نظر آتے اور جب پورا شعر اس طرح مکمل پڑھا گیا ؂

ہے جہنم ذَاتَ لَهَبٍ کی صدا هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ

اُس کو ایندھن کے لیے حضرت کا دشمن چاہیئے

تلمیح کے لیے جدت ترکیب مضمون میں بندش الفاظ کی بے ساختگی کے ساتھ ندرتِ خیال پر دشمن کے قافیئے پر سبھی پھڑک اٹھے اور بڑی حیرت اور انتہائی مسرت کے ساتھ قافیئے کے انتخاب اور مضمون کی واقعیت کی بنا پر یک زبان ہوکر سب نے داد وتحسین کے ساتھ واہ واہ سبحان اللہ کے نعرے بلند کیے۔ اس شعر کو بار بار پڑھوایا گیا۔ پھر مصرعہ طرح پر گرہ کے جس مصرعہ سے شعر تکمیل کو

پہنچا۔ اس نے پھر عشق و محبت کی منزل پر سب کو لاکھڑا کیا اور خصوصاً حضرت محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمتہ نے جھوم جھوم کر داد و تحسین کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ "مولٰنا طرح کے مصرعہ کو حقیقت میں آپ ہی نے اپنا بنا لیا ہے۔ یہ شعر اس طرح مکمل فرمایا گیا ؎

شانِ عظمت شپرہ چشموں کو کیا آئے نظر
"نورِ باطن دیکھنے کو قلب روشن چاہیئے"

گر تجلیٔ رضائے نورِ حق کی ہے طلب
بس رضائے مصطفٰےؐ کا طورِ ایمن چاہیئے

صورت انسان میں اللہ کے نور مبین
آپ کے سائے میں برہانؐ کو نشیمن چاہیئے

نعت شریف جس کا مطلع ہے ؎

سرکارِ کرم آقائے نعم جو آپ کا بندہ ہو جائے
دنیا کے جو بندہ پرور ہیں وہ ان کا آقا ہو جائے

اس میں بندشِ الفاظ کی سادگی، مضمون میں بے ساختگی کے ساتھ روانی نے جو ترنم پیدا کر دیا ہے۔ اس کا ہر شعر وجہ آفریں سرور پیدا کرتا ہے۔ مگر یہ شعر حاصلِ نعت اور عقیدے کی بنیاد پر ایک شاہکار ہے ؎

جب نور نے ان کو نور کیا اور ہاتھ میں ان کے نور دیا
پھر نور سے کیا شے مخفی ہو جب نور کا جلوہ ہو جائے

اس ایک شعر میں ایک لفظ نور کی تکرار نے جہاں حسنِ شعر کو دوبالا کر دیا ہے۔ وہاں یہ لفظ نور اپنے معانی ہر جگہ علیحدہ لیے ہوتے ہے۔ اس میں تلمیحات بھی ہیں۔ سیرۃ وسوانح و تاریخ کا ایسا جامع مضمون بھی ہے۔ جو سینکڑوں صفحات کے مضمون کو سموئے ہوتے ہے۔

ذرا غور فرمائیے۔ نور نے، نور کیا، نور دیا، نور سے کیا شئے مخفی ہو، نور کا جلوہ ہو جانے کی تلمیح کے طور پر یہ آیات شریفہ آتی ہیں۔

نور نے : اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نور ہے آسمانوں کا اور زمین کا۔

نور کیا : قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ ۔ یعنی بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے جانب آیا ایک نور۔

نور دیا : اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا ۔ یعنی ہم نے تمھاری طرف نازل کیا ایک روشن اور ظاہر نور۔

نور سے : نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ۔ یعنی نور پر نور (نور کیا اور نور دیا سے نور علیٰ نور ہوتے)۔

نور کا جلوہ : وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ۔ یعنی ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

اس کا مطلب سیدھے سادھے الفاظ میں یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس نے اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور نور بنا کر دنیا میں بھیجا اور ہاتھ میں اُن کے نور دیا یعنی قرآنِ عظیم نازل فرمایا۔ جو نورِ مبین ہے۔ پھر نور سے کیا شئے مخفی ہو سے مراد ہے کہ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نورِ مجسّم ہیں اور اُن کے ہاتھ میں نورِ مبین قرآنِ عظیم ہے تو نور علیٰ نور ہونے سے پھر آپ سے کائنات کی کون سی شئے مخفی رہ سکتی ہے۔ اور قرآنِ عظیم خود شہادت دے رہا ہے کہ وعلمک

مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ یعنی تمہیں بتا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور فاوحیٰ الیٰ عبدہ مااوحیٰ یعنی اور وحی فرمائی اپنے بندے کو جو فرمائی۔ اسی مضمون کو اپنے ایک شعر میں یوں ادا کیا ہے ؎

برہان انکشاف یہ اوحیٰ سے ہو گیا
مخفی ہے اب بھی کچھ شبہہ کون و مکاں سے کیا

حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ کے دورانِ قیام جبلپور میں ایک شب کا واقعہ ہے کہ نعت خوانی کے بعد نعتیہ مشاعروں میں مصرعہ ہائے طرح پر گفتگو شروع ہوئی۔ حضور مفتی اعظم ہند نے ارشاد فرمایا کہ اکابرین نعت گو اور اساتذہ کے مصرعہ طرح میں نہ دیئے جانا چاہیئے کہ بعض اوقات نتائج پسندیدہ نہیں ہوتے۔ اور مثالاً کچھ مصرعے اور گرہ کے مصرعوں کا ذکر فرمایا ساتھ ہی ساتھ اسی ضمن میں اپنے شعر کی طرف توجہ دلائی۔ استاد الشعراء داغ کا مصرعہ غزل ایک دفعہ مشاعرے میں دیا گیا۔ اس پر حضور مفتی اعظم ہند نے جو گرہ کا مصرعہ ضم فرمایا تو داغ کا مصرعہ داغ کا نہ رہ گیا۔ بلکہ داغ کی غزل کا وہ شعر ہی اس شعر کے سامنے ماند پڑ گیا۔ استاد داغ کا مصرعہ تھا جو طرح میں دیا گیا تھا ع

"آفتاب اک زر دیتا ہے تیرے گلزار کو"

حضور مفتی اعظم ہند نے اسے شعر میں اس طرح مکمل فرمایا ؎

تیرے باغِ حسن کی رونق کا کیا عالم کہوں
آفتاب اک زر دیتا ہے ترے گلزار کا

ابھی اس شعر پر گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ یکایک ہوا کا رُخ پلٹتے ہی کہیں دور سے بجتے ہوئے لاؤڈ اسپیکر کی زور دار آواز سے ایک فلمی گیت کے مصرعہ نے تھوڑی دیر کو سکوت طاری کر دیا۔ اور وہ مصرعہ یہ تھا ع

"بڑی مشکل سے دل کی بیقراری کو قرار آیا"

سرکار مفتی اعظم ہند نے سکوت توڑتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مولٰنا ! مصرعہ بہت اچھا ہے اس پر نعت شریف میں طبع آزمائی کی جائے۔ اس کے بعد کچھ اور مضامین نعت پر گفتگو کے بعد محفل برخاست ہو گئی۔ حضور مفتی اعظم ہند کے ارشادِ عالی پر حضرت برہان الملت نے بارہ اشعار پر مشتمل نعت شریف صبح ناشتہ کے بعد خدمت میں پیش کی۔ اس میں انعقاد بزم محشر کا منشا، وراز ان چار شعروں میں اس طرح بیان ہوا ہے۔ اس نعت شریف کا مطلع ہے۔

ے زباں پر اس لیے صل علیٰ بے اختیار آیا
کہ دِل میں نام پاکِ سیّدِ عالی وقار آیا

اب وہ چار شعر ملاحظہ ہوں ے

جو اپنی معصیت کی لذتوں میں مست و غافل تھا
کھلی اس وقت آنکھیں جس گھڑی روزِ شمار آیا

سرِ محشر عجب ہنگامۂ نفسی بپا دیکھا
تلاشِ یار میں ہر اک نفس باحالِ زار آیا

سوا ان کے کسے جرأت ہے یا اللہ کہنے کی
جو آیا یارسول اللہ کی کرتا پکار آیا

پریشاں تھا کہ زیرِ عرش سجدہ میں نظر آتے
"بڑی مشکل سے دل کی بیقراری کو قرار آیا"

اس مصرعہ کو نعت شریف میں اس طرح اپنا لیا گیا کہ کسی فلمی گیت کے مصرعہ کا بھی نہیں ہو سکتا مگر درحقیقت یہ ایک مثلث کا مصرعہ ہے۔ لہٰذا میں نے بلا کسی تشریح کے اسے مثلث فرمانے کی درخواست جسارت کے ساتھ کر دی۔ اس گذارش نے بھی شرفِ قبول پایا اور اسی دن شب کی مجلسِ نعت میں حضور برہان الملت نے اسے مثلث میں تبدیل فرما کر پیش کر دیا۔ اب ندرتِ خیال و بلاغت و معانی کے لحاظ سے اس کا ہر بند صد ہزار داد و تحسین کے ساتھ واقعات کا تفصیلی اظہار کرتا نظر آئے گا۔ یہاں چند پسندیدہ حقائق نگار مقبولِ عام بند تحریر کرنا چاہوں گا ؎

۱۔ جہاں میں جس گھڑی وہ رحمتِ پروردگار آیا
منادیِ مژدۂ آمد دو عالم میں پکار آیا
غریبی جی اٹھی یعنی غریبوں کا وہ یار آیا

۲۔ مٹائے ہوش بھی اُن کی محبت میں فنا ہو کر
فدا لاکھوں خرد ایسے جنونِ ہوش پرور پر
کہ فوراً سر بسجدہ ہو گیا جب کوئے یار آیا

۳۔ سرِ محشر عجب ہنگامۂ نفسی بپا دیکھا
ہر اک کو اپنے اپنے فکر و غم میں مبتلا دیکھا
تلاشِ یار میں ہر اک نفس با حالِ زار آیا

ع۵ یوم حشر کے مالک کی یہ شانِ جلالت ہے

محمدؐ ہی کو یا اللہ کہنے کی اجازت ہے

جو آیا یا رسول اللہ کی کرتا پکار آیا

ع۶ جلال رب تلاشِ دوست دل خائف کہاں جائے

پریشاں تھا کہ زیرِ عرش سجدہ میں نظر آئے

"بڑی مشکل سے دل کی بیقراری کو قرار آیا"

جب اس نعت مثلث کے اشعار عام طور پر مجالس و محافل میں پڑھے جانے لگے تو بعض منچلے حضرات نے ایک اور فلمی گیت کا مصرعہ نعتیہ مشاعرہ کے لیے طرح میں دے دیا۔ ع

"محبت میں ایسے قدم ڈگمگائے"

اس مصرعہ طرح پر طبع آزمائی فرماتے ہوئے حضرت برہان الملت نے واقعہ معراج کو نظم فرمایا اور طرح کے مصرعہ پر شعر کو یوں مکمل فرمایا کہ دونوں مصرعے لازم و ملزوم ہو کر رہ گئے اور سچی بات تو یہ ہے کہ فسانۂ زیست کا حاصل زیست ایک شعر میں یوں بیان ہو گیا ؎

لو برہان بن بیٹھا اُن کا ہی بندہ محبت میں ایسے قدم ڈگمگائے

نعت شریف کے علاوہ سلام بحضور خیر الانام علیہ الصلاۃ والسلام "یا نبی سلام علیک" پر جو بند تحریر فرمائے۔ نیز اپنے استادِ محترم و مرشدنا و سیدنا مجدد دین و ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کے شہرۂ آفاق سلام "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کے چند اشعار پر جو تضمین فرمائی۔ پھر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور "سیدی غوث اعظم سلامٌ علیک"

پیش کیا پھر اسی پر تضمین بھی فرمائی یہ تمام بند اور اشعار سلام عشق و محبت کے متوالوں دردمند دلوں کے لیے ایک عجب کیف و سرور کے ساتھ فرحت کے ظہور کا سامان مہیا کرتے ہیں ۔ اور عشق و محبت کی راہ میں منزل کی طرف صراط مستقیم دکھاتے ہوئے دستگیری کرتے نظر آتے ہیں ۔

ترجیع بند تضمین اشعار یا غزل و نعت و منقبت پر جہاں بھی مصرعے لگائے ہیں خواہ وہ مثلث، مربع، مخمس یا مسدس کی صورت میں ہوں ۔ بندش مضمون کے ساتھ فنی محاسن کا لحاظ رکھتے ہوئے وہ یگانگت و یکرنگی پیدا کر دی ہے ۔ کہ یہ تمیز مشکل ہو جاتی ہے کہ اس پر تضمین کے مصرعے لگائے گئے ہیں یا اصل کلام ہی ایک کا ہے اور شبہہ پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ تضمین نہیں ہے ۔

تضمین میں ایک عظیم شاہ کار فنی محاسن کے پیش نظر جو واقعہ نگاری اور تاریخی حقائق کے ساتھ ہے ۔ اس تضمین کا نام بلا مبالغہ لیا جا سکتا ہے ۔ جو حضرت مولانا حسن رضا خان صاحب حسن بریلوی کے کلام تصویر شہادت پر تکمیل شہادت کے نام سے کی گئی ہے ۔ اس میں زبان کی شیرینی، محاوروں کی چاشنی مضمون میں روانی کے ساتھ اندازِ بیان و استعمالِ زبان سے تصویرِ شہادت کے ہی سب اشعار معلوم ہوتے ہیں تضمین کا خیال بھی نہیں آتا ۔ اس پر کوئی تبصرہ نہ کرتے ہوئے ناظرین کے ذوق و شوق، فہم و تدبر پر چھوڑتا ہوں ۔

حضرت برہان الملت کا ایک بہت ہی مقبول عام قصیدہ استمدادیہ ترجیع بند ہے ۔

"زہجوری بر آمد جانِ عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم"

اس میں چھ بند ہیں ۔ ہر بند کا مضمون آمد کے ساتھ دل کی انتہائی گہرائیوں سے نکلی ایک درد بھری صدا ہے اور مداوائے درد و غم کے لیے حضور سرکار رسالت علیہ التحیتہ والثناء میں ایک عاجزانہ التجا ہے ۔

ایک منقبت میں سادے الفاظ ، آسان زبان میں ترنم اور موسیقی کا سماں پیدا کرتے ہوئے سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالٰے عنہ کے دربار میں حاضری کے موقع پر عقیدت و محبت کرتے ہوئے پیش کی ہے۔ جس کا مطلع ہے ؎

سرکارِ کرم کے صدقے میں خواجہ کا روضہ دیکھ لیا

خواجہ کی غریب نوازی کا دربار میں نقشہ دیکھ لیا

اس منقبت میں صحیح واقعات کی منظرکشی کے ساتھ اپنے مسلک کے اظہار و ترویج درس اتباع شریعت وسنت کے مضامین کو اس خوبی سے پیش کیا ہے کہ ترنم اور موسیقی میں بھی فرق نہیں آنے پایا۔ اسی طرح ایک دوسری منقبت اور بھی ہے۔

جب ۹ رجب کو غسل شریف مرقدِ انور خواجہ مطہر سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقعہ پر غلامانِ خواجہ کی دیوانگی کا کیا عالم ہوتا ہے شیفتگی ، وارفتگی ، جانثاری کے مناظر اور غسل مبارک کے وقت مشاہدہ کی بنا ر پر واقعات کی جو منظرکشی کی ہے یہ محاکات کا ایک ارفع و اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس میں مختلف واقعات کی منظرکشی خوبی سے بیان ہوئے ہیں۔ اس کی حقیقی کیفیت سے لطف اندوزی اسے پڑھ کر ہی حاصل ہوسکتی ہے اور غسل مبارک کا تصوراتی سماں نظروں میں گھوم جاتا ہے۔

نعت وسلام و مناقبِ اولیاء کے علاوہ واقعات شہادتِ کربلا کے تاریخی پس منظر، شہادتِ عظمےٰ کا فلسفہ اور حقیقت میں شہداء کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو درس اپنے ایثار و صبر و ثبات و استقامت سے امتِ مسلمہ کو دیا ان مضامین کے ساتھ بزم سالمہ کے پانچ مرثیہ سوز وسلام پر مشتمل قصائد و محامد میں ہیں۔

متذکرہ بالا اصنافِ سخن کے علاوہ اس گلدستہ میں ایک دوسرا حصہ بھی ہدیۂ ناظرین کیا جا رہا ہے۔ اس میں دینی مذہبی قومی ملی وطنی سیاسی حالات کے تحت وقتاً فوقتاً جو اشعار، غزلیں، نظمیں یا تضمین

ترجیع بند یا مناجات لکھی گئی ہیں۔ ان میں جن حقیقی جذبات وخیالات کا اظہار کیا گیا ہے ان میں دین ومذہب کی روایات کا تحفظ، قوم وملت کی بقاء، آبرومندانہ زندگی گزارنے کا درس، صحیح سیاسی سماجی معاشرتی راہ کی نشاندہی کے مضامین شعر کے قالب میں ڈھال کر پیش کیے گئے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے آپ بخوبی اندازہ کرسکیں گے کہ دین ومذہب اور قومی وملی روایات کے تحفظ وبقاء سیاسی اور وطنی طور پر قومِ مسلمہ کے لیے آبرومندانہ زندگی گزارنے کا جو لائحہ عمل بتایا گیا یا نصائح کیے گئے ہیں۔ ان کے پیشِ نظر حضرت برہان الملت وامت برکاتہم دل میں دین ومذہب، قوم وملت کا جو درد ہے اور جس عزت وآبرو کے ساتھ وہ تحفظ وبقاء ملت کے متمنی ہیں۔ جا بجا اُن اشعار میں اس کا عکس نظر آئے گا۔

حضرت الأستاد ومرشد زادے حضور سیدی ومولائی سرکار برہان الملت دامت برکاتہم العالیہ کی حیاتِ طیبہ کا جو اجمالی نقشہ مضمون کے شروع میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کے بھی بغور مطالعہ سے اندازہ ہوگا کہ دین ومذہب قوم وملت کا تحفظ اور عزت وآبرو انہیں کس قدر عزیز ہے اور اس کے لیے انھوں نے اپنی ساری زندگی کی مساعی میں تحریر وتقریر اور صرف گفتار ہی سے نہیں بلکہ میدانِ عمل وکردار میں بھی ہمیشہ ہماری دستگیری رہبری اور سرپرستی فرمائی ہے۔

حرفِ آخر کے طور پر اس امر کے اظہار پر مجھے ذرا بھی تامل نہیں کہ مندرجہ بالا سطور باوجود بے بضاعتی اور کم علمی کے "الامر فوق الادب" کے تحت تحریر تو کر گیا ہوں اور اس کا اہل نہ ہوتے ہوئے جو بھی تحریر ہوا ہے۔ اس میں زبان، مضمون اور فنی اعتبار سے خامیوں، کوتاہیوں اور غلطیوں کا امکان ضرور ہے۔ اس احساس یقینی کے ساتھ اہلِ علم وفن سے گذارش کہ ان غلطیوں اور خامیوں کی پردہ پوشی فرمائیں اور اگر دور کرنے کے لیے اصلاح فرما کر صحیح مشورہ سے مستفید ومستفیض فرمائیں تو اس ادبی کرمِ بے انتہا پر مجھے اظہار شکریہ کا موقع حاصل ہوگا اور میری اصلاح بھی ہو جائے گی۔

سب سے آخر میں مخدوم زادگان مکرم ومحترم سیدی حضرت مولٰنا محمد محمود احمد صاحب وسیدی

حضرت مولٰنا محمد حامد احمد صاحب دام اقبالہم کے حضور مؤدبانہ عرض کروں گا کہ ہر چند اپنی نااہلی و بے مائیگی کا علم و احساس ہوتے ہوئے ارشاد کی تعمیل اور اصرار کی تکمیل میں جو بھی ہو سکا تحریراً عرض کر دیا۔ نگاہِ کرم الطاف خسروانہ سے توقع کہ فروگذاشتوں، خامیوں اور غلطیوں پر چشم پوشی فرماتے ہوتے جو بھی حاضر کیا جا سکا ہے۔

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

کا درجہ دے کر غلام آستانہ کے حق میں دعائے خیر ختام فرمائیں۔

والسلام

راقم آثم، سگ آستانہ صدیقی کریمی سلامی

محمد رمضان عبد العزیز قادری رضوی سلامی جبلپوری

یکم صفر المظفر ۱۴۰۲ھ روز جان افروز دوشنبہ مبارکہ

ورفعنا لك ذكرك

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

صلی اللہ علی النبی الامّیّ صلی اللہ علیہ و سلم صلاۃً و

سلاما علیک یا رسول اللہ

ذکر نفی و اثبات و نعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

لا الہ الا اللہ اٰمنا برسول اللہ

بحرِ سخاوت صلّی اللہ   درجِ صداقت صلّی اللہ

ختمِ رسالت صلّی اللہ   شمسِ ہدایت صلّی اللہ

لا الہ الا اللہ ، اٰمنّا برسول اللہ

نورِ مجسّم صلی اللہ   سیّدِ اکرم صلی اللہ

سرورِ اعظم صلی اللہ   شاہِ دوعالم صلّی اللہ

لا الہ الا اللہ ، اٰمنّا برسول اللہ

دین کی نعمت تم سے ملی   قبر میں راحت تم سے ملی

حشر میں شفقت تم سے ملی   دولتِ جنّت تم سے ملی

لا الہ الا اللہ ، اٰمنّا برسول اللہ

آپ سراپا رحمت ہیں   آپ مُنزّلِ رحمت ہیں

آپ ہی بحرِ شفاعت ہیں مالک جود و سخاوت ہیں

لا الٰہ الا اللہ ، اٰمنا برسول اللہ

ہم ہیں گناہوں میں سرشار وردِ زباں ہے یا غفّار
ہم ہیں آپ کے اے سرکار کیجئے ہمارا بیڑا پار

لا الٰہ الا اللہ ، اٰمنا برسول اللہ

مسلم کی بستی معمور مسلم کی پستی کردو دُور
مسلم کے ارماں بھرپور مسلم کا دشمن ہو رنجور

لا الٰہ الا اللہ ، اٰمنا برسول اللہ

دامن اپنا خالی ہے احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا والی ہے
ان کی رضا جب پالی ہے عفو کی پھوٹی ڈالی ہے

لا الٰہ الا اللہ ، اٰمنا برسول اللہ

عشق نبی میں متوالا سایہ رضا کے دامن کا
بر ہاں حاضر ہے آقا لطف و کرم ہو اے مولا

لا الٰہ الا اللہ ، اٰمنا برسول اللہ

ہر ایک یہ کہتا ہے ہمارا ہے ہمارا

سرکارِ دو عالم شہہِ بطحا ہے ہمارا
مطلوبِ خدا سیّد والا ہے ہمارا

یُوں واجب و ممکن میں رقابت ہے نمایاں
ہر ایک یہ کہتا ہے ہمارا ہے ہمارا

محبُوبِ خدا آپ ہیں مَیں آپ کا بندہ
اللہ سے واللہ یہ رشتہ ہے ہمارا

کیوں اس مدادِ کُل سے نہوں طالبِ امداد
ماویٰ ہے ہمارا وہی ملجا ہے ہمارا

احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ سے رضا جو رہا برہان
یہ فیضِ رضا ہے کہ وہ مولا ہے ہمارا

کچھ مل ہی رہے گا درِ اطہر پہ رضا کے
بیٹھو یہاں برہان وہ مولا ہے ہمارا

مصرع طرح

بڑی مشکل سے دل کی بے قراری کو قرار آیا (مصرع طرح)

زباں پہ اس لیے صلِّ علیٰ بے اختیار آیا
کہ دل میں نام پاک سیدِ عالی وقار آیا

جہاں میں جس گھڑی وہ رحمتِ پروردگار آیا
غریبی جی اُٹھی لیجیے غریبوں کا وہ یار آیا

سلاطیں سر بسجدہ ہوں گے جس کے آستانے پر
دو عالم کا وہ ملجا اور ماویٰ شہریار آیا

نہ میں دوزخ سے خائف ہوں نہ میں خواہاں ہوں جنت کا
مجھے تو مل گیا سب کچھ جب آقا کا دیار آیا

فدا لاکھوں خرد ایسے جنونِ ہوش پرور پر
ادب سے سر بسجدہ ہو گیا جب کوئے یار آیا

جہنم کی تپش سے سینۂ گستاخ بریاں ہے
یہ اُس کو یا رسول اللہ سنتے ہی بخار آیا

جو اپنی معصیت کی لذتوں میں مست و غافل تھا
کھلی اُس وقت آنکھیں جس گھڑی روزِ شمار آیا

سرِ محشر عجب ہنگامۂ نفسی بپا دیکھا
تلاشِ یار میں ہر اک نفس با حالِ زار آیا

سوا اُن کے کسے جرأت ہے یا اللہ کہنے کی
جو آیا یا رسول اللہ کی کرتا پکار آیا

پریشاں تھا کہ زیرِ عرش سجدہ میں نظر آئے
بڑی مشکل سے دل کی بے قراری کو قرار آیا

وہ مشکیں عنبریں گیسو رُخِ انور کے وہ جلوے
انھی کے واسطے واللیل آیا والنھار آیا

مری قسمت بھی کھل جائے جو وہ محشر میں فرما دیں
کہ یہ برہان رضوی ایک میرا جاں نثار آیا

معراجِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

انوار کا نزول ہے، آسماں سے کیا؟
محبُوب کا عُروج ہے، کون ومکاں سے کیا؟

حاضر ہوئے ہیں رُوحِ امیں چھت کو توڑ کر
پردے تمام کھول دیئے، درمیاں سے کیا؟

در پر بُراق، چشم بَرہ، جبریئل ساتھ
وہ عرض کر رہے ہیں شہہ دوجہاں سے کیا؟

شاہِ زمن کو یاد کیا کردگار نے
کھلتے ہیں راز سرورِ عالی مکاں سے کیا؟

لے کر براق، چشمِ زدن میں ہُوا ہوا
حیراں ہے وہم، کوئی گیا ہے یہاں سے کیا؟

اقصیٰ میں انبیاء کی جماعت ہے منتظر
اظہار تہنیت ہے، کسی میہماں سے کیا؟

صف بستہ ہیں ملائکہ اور ہل رہے ہیں لب
ذکر دُرود کرتے ہیں اپنی زباں سے کیا؟

کیوں اس درجہ آج جو عرش محوِ سرور ہے

شوقِ لقائے سیدِ کون و مکاں سے کیا؟

آج استواءِ عرش کی تفسیر مل گئی

اب بھی تُو معترض نہ ہلے گا گماں سے کیا؟

فرمایا جبرئیل، جو سدرہ پہ رُک گئے

"ہوتے ہیں آپ ہم سے جُدا اب یہاں سے کیا؟"

قصرِ دنیٰ کے راز میں چون و چگوں کہاں!

محبُوب خود محب، خبر آئے وہاں سے کیا؟

این و متیٰ میں عقل وخِرد کی گُزر نہیں

دیکھو حضور لاتے ہیں اب لامکاں سے کیا؟

محبوب نے محب کو سب ہی کچھ بتا دیا

رہتا ہے کوئی راز نہاں، رازداں سے کیا؟

بُرہاؔن انکشاف یہ اَدْنیٰ سے ہو گیا

مخفی ہے اب بھی کچھ شہہِ کون ومکاں سے کیا؟

(یوم عید معراج رجب شریف ۱۳۷۱ھ)

مقصدِ معراج

(۳۱ ربیع النور ۱۳۹۵ھ)

نبی کے نور سے عالم کو جگمگانا تھا
نبی کی ذات کو عرشِ استوا بنانا تھا
مکان سے جو انہیں لامکاں بلانا تھا
دکھانی شان تھی معراج اک بہانا تھا

نبی کے جلوۂ قدرت ہیں یہ مکین و مکاں
نبی کے سایۂ رحمت ہیں یہ زمین و زماں
یہ آسمان یہ شمس و قمر یہ سارا جہاں
سبھی نے اُن کی اطاعت کا حکم مانا تھا

قدم حرم سے اُٹھا بیتِ قدس میں پہنچا
عجیب لطفِ تقرب تھا، قابَ قوسین کا
خطاب کر کے الیٰ عبدہٖ بما دحیٰ کا
عظیم رفعتِ محبوبِ حق دکھانا تھا

حبیبِ حق پہ ہوئی اسریٰ بعبدہٖ نازل
یہی وہ عبد ہیں ہے جن کی عبدیّت کامل

صفاتِ حق کے خلائق میں مظہر و حامل
اُنھی کو خلق کا مختارِ کُل بنانا تھا

رضائے احمدِ مرسل، رضا خدا کی ہے
عطا حبیب کے ہاتھوں، عطا خدا کی ہے
اطاعت اُن کی ہی، بس بندگی خدا کی ہے
مطاعِ خلق محمّد کا آستانا تھا

وضو، براق، امامت رُسُل کی اقصیٰ میں
عروجِ سبعِ سمٰوات عرش و سدرہ میں
ندائے اُدن میں قوسین اور فاوحیٰ میں
بس ایک چشم زدن میں یہ آنا جانا تھا

خدا کے بعد ہے سب سے بزرگ اُن کی شان
تمام مُلکِ خدا مُلکِ شاہِ کون و مکاں
اَنا وَ اَنتَ سے واضح یہی ہُوا برہاں
دکھانی شان تھی معراج اِک بہانا تھا

بادب جذباتِ بُرہان

(ذی قعدہ ۱۳۷۳ھ)

درمدح نقشۂ نعلِ پاک شہِ کون ومکان صلّی اللہ علیہ وسلّم

اے نقشۂ نعلِ پاک نبی، یہ تیری وجاہت کیا کہنا!

جس نعل کی تُو تصویر بنا، اُس نعل کی عزّت کیا کہنا!

جن پیارے پیارے قدموں کی، پاپوش بنی پابوس رہی

ٹھنڈی ہوں مری آنکھیں جس سے، اُس نعل کی صورت کیا کہنا!

وہ بھی تھے جنہوں نے خدمت کی، اُس نعلِ پاک محمدکی

اُن روشن قسمت والوں کا، یہ تاجِ سعادت کیا کہنا!

ہے ناز ہمیں بھی قسمت پر، گو نعل نہیں تصویر تو ہے

کافی ہے عقیدت مندوں کو، یہ پیاری نسبت کیا کہنا!

اقصیٰ سے سما، سدرہ سے دنیٰ، پھر عبد پہ انعامِ فاوحیٰ

جن قدموں کو ہو یہ سیر عطا، اُن قدموں کی رفعت کیا کہنا!

جن قدموں نے عرش کو زینت دی، اُن قدموں کی اس نے حفاظت کی

سو جان سے میں صدقے جاؤں، اس نعل کی قسمت کیا کہنا!

جن آنکھوں نے دیکھا آقا کو، جن ہونٹوں نے چوما قدموں کو

اُن آنکھوں کی قسمت کیا کہنا، اُن ہونٹوں کی لذّت کیا کہنا!

نعلین پہ قرباں ہو جاؤں، میں اُن کا غُبار کہاں پاؤں

اے کحلِ بصارت کیا کہنا! اے نُورِ بصیر کیا کہنا!

ہو دفعِ بلا، مرضوں کو شفا اور فتح و نصرت بر اعدا

یہ اُس کا اثر، یہ فیض اُس کا، یہ اُس کی برکت کیا کہنا!

زیرِ کفِ پا نعلین رہیں، شاہوں کے سروں کی تاج بنیں

تصویر اُس نعل کی میرے لیے، ہے زیب و زینت کیا کہنا!

مُرشد نے جو نقشہ پیش کیا، اُس نعل مُبارک کا بُرہاں

لا ریب سند سے ثابت ہے پھر اُس کی صداقت کیا کہنا!

سینے سے لگا، آنکھوں میں بسا، سر پہ اسے رکھ کر، مانگ دُعا

ہاں! اُس کے توسل سے بر آں کُھل جائیگی قسمت کیا کہنا![1]

---

[1] یہ نعت مبارک در مدح نقشہ نعل پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک استفتاء نعل پاک سے متعلق کیا گیا تھا جس کا جواب ایک رسالہ کی صورت میں دیا گیا ہے۔

اسی دوران جذبات و عقیدت و محبت کی فراوانی کا یہ نعت مبارک ایک شاہکار ہے۔ (رمضان سلامی)

آدمی کو بھی میسّر نہیں اِنساں ہونا

ہر مسلمان کو لازم ہے مسلماں ہونا — جانِ اسلام ہے سرکار پہ ایماں ہونا

پیروی جس کی بنا دیتی ہے محبوبِ خدا — اُن کا ہر کام میں بس تابع فرماں ہونا

آپ ہی سے تو ہوئی آدمیّت کی تکمیل — شرفِ انساں کا ہے وابستۂ داماں ہونا

سرورِ دین کی غلامی نہ ہو جب تک حاصل — آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا

اُن کے ہی نور سے پیدا ہے جہاں پھر اُن سے — غیر ممکن ہے کسی چیز کا پنہاں ہونا

راستہ صدق و سعادت کا بتا دیتا ہے — دل میں اخلاصِ نیّت، ہاتھ میں قرآں ہونا

یاد دل میں رہے اور اسمِ مبارک لب پر — منزلِ قبر کا مشکل نہیں آساں ہونا

یا نبی کہتے رہو پُل سے گزرتے جاؤ — رَبِّ سَلِّم کی صدا ہے، نہ پریشاں ہونا

زندگی، موت، سبھی وقت وہ کام آئیں گے — ان سے پھر کر نہ کہیں حشر میں حیراں ہونا

ہے شفاعت پہ نظر گرچہ گنہگار ہیں ہم — عاصیو تم نہ کبھی اس سے ہراساں ہونا

ہوتی ہے مظہرِ اخلاص، ہر اک قربانی — یہ دلِ صدق و رضا، صبر بداماں ہونا

عید قرباں یہ سبق دیتی ہے قربانی کا — حکم اللہ پہ یوں شوق سے قرباں ہونا

روضۂ پاک کے سائے میں ہو جو موت نصیب — روح کا دیکھنا پھر ذوق سے فرحاں ہونا

سر پہ برہان کے ہے سایۂ فیضانِ رضا — ان کی رحمت ہے ترا صاحبِ عرفاں ہونا

جسمِ بے جان کے بھی جان میں جان آجائے   ہو جھلکتا رُخِ پُر نُور سے شاداں ہونا

معصیت کیش خطاکار یہ برہاں ہی سہی

وہ تمھارا ہے اسے عفو کا ساماں ہونا[1]

(۳؍ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ / ۲۴؍ جولائی ۱۹۵۵ء)

---

[1] یہ پوری نعت شریف مسوّدات سے نقل کی گئی ہے۔   (رمضان سلامی)

عظمت و شان رفعت مکان حبیب الرحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم

کلام اللہ شاہد ہے نبی کی شانِ رفعت پر
مدارِ عالم امکان ہے بس اُن کی رحمت پر

خدا کا فضل چاہے تو وسیلہ لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
خدا کا فضل مِلتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت پر

محبت گر خدا کی ہے تو بن بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا
رضا اللہ کی ہے، منحصر ان کی محبت پر

کیا شق چاند کو، سُورج کو پلٹا، نخل پاس آیا
گواہی برملا دی سنگ ریزوں نے نبوّت پر

اثر صدیق پر ہونے نہ پایا زہرِ افعیٰ کا
نثار ایسے لعابِ دہن کی معجز کرامت پر

چلائے اُنگلیوں سے آبِ رحمت کے وہ فوارے
سبیلیں کھول دیں تشنہ صحابہ کی جماعت پر

یہ سُبحٰنَ الَّذِیٓ اَسرٰی بِعَبدِہٖ اشارہ ہے
فضیلت آپ ہی کو ہے رسُولوں کی امامت پر

چلے اقصیٰ سے ہفت افلاک و عرش و سدرہ جا پہنچے

دنیٰ تا لامکاں حیرت زدہ ہیں ان کی عزت پر

یہاں مستانِ غفلت، خوب محوِ خوابِ غفلت ہیں

وہاں رحمت کی بارش تھی گنہگارانِ اُمت پر

علومِ اوّلین و آخریں سے بھر دیئے دامن

کھلیں کیا رازِ محبوب و محب مستانِ غفلت پر

تمہاری شانِ محبوبی دکھادی دونوں عالم کو

شبِ اسریٰ تمہیں پہنچا دیا معراجِ عظمت پر

سُنا اسریٰ کا سارا واقعہ بوجہل نے لیکن

نہیں مائل ہُوا ناری کا دِل بیّن شہادت پر

خبر اسریٰ کی سُنتے ہی کہیں صدیق اُمتؐ

یہ ہونا چاہیئے ایمان حضرت کی صداقت پر

کھلے اعجاز دیکھے معترف تھے عجز کے لیکن

شقی ایماں نہ لائے حیف ہے ان کی شقاوت پر

چلے تھے قتل کرنے، ہو گئے قُربان قدموں پر
سعادت خود بھی نازاں ہے عُمر کی اس سعادت پر

گنہگاروں کی بن آئی کہ وقتِ مغفرت آیا
ہوئے ہیں جلوہ فرما اب وہ کرسئ شفاعت پر

خدا سے جو بھی مانگو گے انہی کے در سے پاؤ گے
بھروسہ سُنّیوں کو ہے فقط ان کی اعانت پر

رضا اللہ کی بربان احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا میں ہے
مدارِ طاعتِ رب ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت پر

"ایک سے سو دیئے جلیں سب کی چمک الگ الگ"

نورِ حضور سے بنے، اَرض و فلک الگ الگ
جنّ و بشر جُدا جُدا، حُور و مَلک الگ الگ

اصل انھی کی ذات ہے، جملہ بنی طفیل ہیں
ایک سے سَو دیئے جلیں، سب کی چمک الگ الگ

شمس و قمر کی یہ جلا، عقل و بصر میں یہ ضیاء
سب میں وہ ایک نُور ہے، سب کی جھلک الگ الگ

باغِ جہاں کی ہر کلی، اُن کے ہی فیض سے کِھلی
رنگ ہر ایک کا ہے جُدا، سب کی مہک الگ الگ

ممکن و مظہرِ وجوب، حادث و پَرتوِ قِدَم
چاروں ہی رنگ ایک میں، جیسے دھنک الگ الگ

فوقِ کمالِ عبدیّت، تحت ظلالِ حقیقت
رہتی ہے آنکھ درمیاں، دونوں پلک الگ الگ

فرشِ زمیں پہ کیوں رہے، عرشِ بریں پہ کیوں گئے
چاندنی اُن کے فیض کی، جائے چمک الگ الگ

نائبِ غوث و مصطفیٰ، عبد سلام اور رضا
برہاں تو اختیار کر، دونوں جھلک الگ الگ

من لا یرحم الناس لا یرحمه الله
١٣٥٤

اے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

تم سیدِ کونین ، شہہِ ہر دوسرا ہو، اے سرورِ عالم
طالب ہو خدا کے، تمھیں مطلوبِ خدا ہو، اے سرورِ عالم
تم منعمِ کل، لطف وکرم عام تمھارا ، انعام تمھارا
تم سیدِ کل، فخرِ رُسل ، شاہِ ھُدیٰ ہو، اے سرورِ عالم
گلشن کی ہر اک شاخ میں، ہر برگ وشجر میں، ہر گُل میں، ثمر میں
تم حسنِ ازل، نورِ ابد، رنگِ بقا ہو، اے سرورِ عالم
انگشتِ تحیّر تہہِ دندانِ حکیماں ، اعجاز نمایاں
ہو نور سے پُر جسم نہ سائے کا پتا ہو، اے سرورِ عالم
سرکار بھلا کب یہ طلب دل کی ہو پوری ، حاصل ہو حضوری
ہو آپ کا دربارِ مقدس، یہ گدا ہو، اے سرورِ عالم
بیماریٔ دل کو ہے ترقّی پہ ترقّی ، اب کیا کرے کوئی
خدمت میں بُلا لو کہ یہی اس کی دوا ہو، اے سرورِ عالم
برہانؔ کو کب شعر وسخن کا ہے سلیقہ ، صدقہ ہے رضا کا
پھر لطف کہ ہر شعر محبت سے بھرا ہو، اے سرورِ عالم

؎ یہ رحمت ہے کہ بے تابانہ آئیں گے قیامت میں ؎

سُنیں گے وہ، بپا ہے شورِ داروگیر امت میں
یہ رحمت ہے کہ بے تابانہ آئیں گے قیامت میں

اماں جو عاصیوں کو مل گئی دامانِ رحمت میں
یہ جُرأت ہے کہ بے باکانہ جائیں گے قیامت میں

وہ وَاحِدُ لَاشَرِیکَ لَہٗ، ہے یکتا اپنی وحدت میں
محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصطفےٰ کو کر دیا، یکتا نبوّت میں

وہاں تھا لَنْ تَرَانِیْ، رَبِّ اَرِنِیْ کی تمنا پر
نہ تھی تابِ تجلّی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قسمت میں

شبِ اسریٰ تقاضا اُدْنُ یَا احمد صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تھا
کہ محبوبِ خدا بڑھ کر ہیں سب سے اپنی رفعت میں

عمل، محبوب کو راضی کرے جو، وہ محبت ہے
کہ نافرمانیٔ محبوب خامی ہے محبت میں

نِرا ایمان کا دعویٰ تو لاحاصل ہے مومن کا
دلیل ایمان کی خود کو مٹا دینا ہے اُلفت میں

کہیں مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ سے تنبیہ فرمائی
نہیں کوئی شریک اس ذاتِ اقدس کا شفاعت میں

وہ ربِّ العٰلمیں کے، رحمت للعالمیں ہو کر
بتایا ئیں ہوں جس کا رب وہ سب ہے اُن کی رحمت میں

وسیلہ ہم کو ایسا مل گیا برہاںؔ محشر میں
یہ ہمت ہے کہ بے باکانہ جائیں گے قیامت میں

(جمادی الآخر ۱۳۷۱ھ)

۱؎ یہ مصرعہ طرح سیدی مرشدی حضرت عیدالاسلام مولانا شاہ محمد عبدالسلام علیہ رحمۃ السلام کے عرس چہلم پر نعتیہ مشاعرہ میں دیا گیا تھا، جس پر سرکار برہان ملّت و اُمّت برکاتہم العالیہ نے یہ ھدیۂ نعت شریف پیش فرمایا۔ (رمضان سلامی)

ہے ایسی کون نعمت جو نہیں اس آستانے میں

ہُوا نورِ نبوّت جلوہ گر ایسے زمانے میں
کہ ظلمت کفر کی چھائی ہوئی تھی ہر گھرانے میں

موحّد کوئی بھی اللہ اکبر کہہ نہ سکتا تھا
ہر اک مشرک فنا تھا لات و عزّیٰ کے منانے میں

ہوئی شمع رسالت جب منوّر نورِ وحدت سے
ضیاء ایمان کی جا پہنچی ہر اِک کفر خانے میں

جہاں کا ذرّہ ذرّہ گونج اُٹھا اللہ اکبر سے
وہ پھیلی روشنی توحید کی سارے زمانے میں

نہ بھٹکو در بدر اس سایۂ رحمت میں آجاؤ
ہے ایسی کون نعمت جو نہیں اس آستانے میں

انھی کے پرتوِ انوار وحدت اور رحمت سے
تامّل کیا؟ تجلی گاہ، دل اپنا بنانے میں

ثبات واستقامت ہی ہے سرمایہ سعادت کا
یہی ہے بے بہا گوہر، محبت کے خزانے میں

شریعت پر استقامت، مقصد اپنی زندگی کا ہو

یہی برہاں ہے اِک مرحلہ آنے میں، جانے میں

ا؎ یہ نعت پاک بھی سرکار کے ابتدائی کلام سے متعلق ہے۔ اس پر محمد عثمان وفا مرحوم صدر بازار نے تضمین کی۔ اسی تضمین سے نقل کی گئی۔ رمضان سلامی

۱ے جس قدم کا عرش پامال خرام ناز ہو ؎

اُلفتِ سرکار کا جس دل میں پنہاں راز ہو
بے اثر اس پہ ہے سب کچھ، سوز ہو یا ساز ہو

حشر کی ہیبت سے دل جس وقت ہوں گے چاک چاک
اُس کو کیا خطرہ ہو، جس کا آپ سا دم ساز ہو

شمس کو پھیرا، قمر کو شق اشارے سے کیا
اُس کے مَیں قربان جس اُنگلی کا یہ اعجاز ہوا

ہوں نہ کیوں سات آسمان و لامکاں اس پر نثار
"جس قدم کا عرش پامالِ خرام ناز ہو"

"عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ" سے واضح کر دیا
رازِ قدرت کے مرے مولا تم ہی ہم راز ہو

صورتِ انسان میں، اللہ کے نُورِ مبین
کیا نظر آئے اُسے جس کی نظر ناساز ہو

اُن کے نائب انبیاء، رُوح الامیں اُن کے سفیر
کیوں نہ ہوں سب کا وسیلہ، جن کا یہ اعزاز ہو

سجدۂ اوّل میں محشر کی قیادت کی عطا
اُس کا یہ انجام خوش ہے جس کا یہ آغاز ہو
عظمتِ سرکار کو سمجھے نگہہ ایمان کی
اور برہان کی طرح چشم بصیرت باز ہو

(جمادی الآخر ۱۴۰۳ھ)

۱؎ یہ مصرع طرح عرس سیدنا و مرشدنا حضرت عید الاسلام مولانا شاہ محمد عبد السلام علیہ رحمۃ السلام کے عرس چہلم میں دیا گیا، جس پر یہ نعت شریف ہدیۂ سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کی گئی۔ رمضان سلامی

بجز محبوبِ رب ہم کو محبت غیر کی کیوں ہو

بجز محبوبِ رب ہم کو محبت غیر کی کیوں ہو[1]
جب اُن کے ہو چکے پھر ہم کو حاجت غیر کی کیوں ہو؟

ہم اُن کے وہ ہمارے، روزِ محشر سلطنت اُن کی
جو اُن کا ہے وہ اپنا ہے، تو جنّت غیر کی کیوں ہو؟

جنھیں حاصل ہُوا اعزاز، کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کا
ہدایت کے لیے اُن کی سماجت غیر سے کیوں ہو؟

زمانہ سارا پل رہا ہے جب اُن کے صدقے میں
تو اَب اُن کے سوا برہانؔ کو نسبت غیر کی کیوں ہو؟

---

[1] یہ نعت شریف سرکار برہان ملّت دامت برکاتہم العالیہ کے مسودات سے نقل کی گئی اور سرکار کا ابتدائی کلام ہے۔ رمضان سلامی

کرم ہے تمہارا عنایت تمہاری

ئے کرم ہے، تمہارا عنایت تمہاری

دو عالم پہ بالا ہے اُمّت تمہاری

شُہیدٌ علیٰ النّاس اُمّت تمہاری

ولٰکنْ کَفَانا شہادت تمہاری

نہ پایا کسی نے نہ پائے گا کوئی

یہ رُتبہ تمہارا یہ عزّت تمہاری

اسے پھر جہنم سے کیا ہو علاقہ

ہے جس دل میں سرکار اُلفت تمہاری

سبھی چاہتے ہیں وسیلہ تمہارا

بھلا کس کو چھوڑے شفاعت تمہاری!

اُنھیں بے کسی میں جس نے پکارا

بڑھی، کھولے آغوش رحمت تمہاری

عنایت تو اعدا پہ بھی ہو رہی ہے

غلاموں کو کیا چھوڑے رافت تمہاری!

اگرچہ معاصی میں سرشار ہیں ہم
مگر ہے تو آخر شفاعت تمھاری

کرو خادمِ شرعِ برہاں کو اپنے
کہ خدمت خدا کی ہے خدمت تمھاری

طریقہ کرو اپنے آباء کا روشن
اسی میں ہے برہاںؔ عزت تمھاری

(مطبوعہ الرضا جلد ۱ نمبر ۵۹۴ ربیع الآخر و جمادی الاولی ۱۳۳۸ھ)

۱؎ یہ نعت شریف ماہانہ رسالہ "نور بہار" جو زیرِ ادارت منشی نورالدین صاحب عثمانی جبلپور سے شائع ہوتا تھا، ۱۹۲۹ء میں بھی شائع ہوئی ہے۔ رمضان سلامی

ہو میری آنکھ سوئے پیمبر لگی ہوئی

فرقت کی آگ ہے مرے دل پر لگی ہوئی
کیوں کر دکھاؤں تم کو میں، اندر لگی ہوئی

تم کو عطا ہوئے ہیں علوم ازل ابد
تم جانتے ہو کیا ہے اور کیوں کر لگی ہوئی

کوئی چلے بہشت میں، دوزخ میں کوئی جائے
ہو میری آنکھ سوئے پیمبر لگی ہوئی

فرماتے ہوں گے اُمّتِ عاصی سے بار بار
"دوڑو سبیل ہے، لبِ کوثر لگی ہوئی"

اے دل اگر زیارتِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو
بجھ جائے پھر تو سینے کے اندر لگی ہوئی

پیارے، ترے عُلُوِّ مراتب کی تیز دھار
برچھی وہابیوں کے جگر پر لگی ہوئی

برہانؔ تھام دامنِ احمد رضا کو تو
ہے اس کی ڈور سوئے پیمبر لگی ہوئی

گیسوئے ہستی پریشاں کل بھی تھا اور آج بھی

روضۂ اطہر کا ارماں کل بھی تھا اور آج بھی
عاصیو بخشش کا ساماں، کل بھی تھا اور آج بھی

مثلِ میثاق ربوبیّت ازل سے تا ابد
عظمتِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیماں، کل بھی تھا اور آج بھی

ابتداء عالم کی جس کے نورِ اقدس سے ہُوئی
نُور پاک ان کا درخشاں کل بھی تھا اور آج بھی

رحمت للعالمیں فرما کے واضح کر دیا
سارا عالم زیرِ فرماں، کل بھی تھا اور آج بھی

ظلِّ انوار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیائیں واہ واہ!
ذرّہ ذرّہ جن سے تاباں، کل بھی تھا اور آج بھی

کہہ کے مَنَّ اللہ ہم پر نعمتیں کر دیں تمام
دائمی اکرام منّاں، کل بھی تھا اور آج بھی

دینِ مرضی، حُبِّ حق، فتح و شفاعت یوم حشر
رحمتِ عالم کا احساں، کل بھی تھا اور آج بھی

یادِ رب کے اور ذکرِ رب کے ساتھ، اُن کا ذکر بھی
مومنوں کا عین ایماں، کل بھی تھا اور آج بھی

دیکھ لی معراج میں، قدرت بشر کی دیکھ لی
ہر مسلماں اُس پہ نازاں، کل بھی تھا اور آج بھی

فرض ہر طاعت، عبادت، ذکر میں، اُن کا ادب
آشکارا اور پنہاں، کل بھی تھا اور آج بھی

حشر میں ہم اُن کے دامانِ شفاعت میں مگن
اُن کا منکر سخت حیراں، کل بھی تھا اور آج بھی

اُن کی عظمت، اُن کی ہیبت، اور جلالت کے سبب
لرزہ بر اندام شیطاں، کل بھی تھا اور آج بھی

دشمنانِ دین کی مشاطگی کو دیکھ کر
گیسوئے ہستی پریشاں، کل بھی تھا اور آج بھی

سایہ گستر ایک دریوزہ سگ دربار پر
دامنِ احمد رضا خاں، کل بھی تھا اور آج بھی

غوث اعظم، حضرت احمد رضا خاں اور ضیاءؔ [2]

ان سب کا خوشہ چین، برہاںؔ کل بھی تھا اور آج بھی

---

[1] دھنیاد سے ایک مشاعرہ کے لئے مصرعہ طرح موصول ہونے پر نعت شریف تحریر فرمائی

[2] ضیاءؔ حضرت عید السلام مولانا شاہ محمد عبد السلام علیہ رحمتہ السلام قادری رضوی جبلپوری

والد ماجد حضرت برہان ملت دامت برکاتہم العالیہ رمضان سلامی

عرش پر کرسی ملی جس کو خدا کے سامنے

کیسی عظمت ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا کے سامنے
ہیچ ہیں سب عظمتیں خیر الوریٰ کے سامنے

اِک خدا کا نُور تھا اور کُن کے فرمانے کے بعد
پرتوِ نورِ خدا تھا بس خُدا کے سامنے

نور اگلوں کے جو چمکے وہ چمک کر رہ گئے
مطلعِ انوارِ حق، شمس الضحیٰ کے سامنے

طُور پر موسیٰ گرے لائے تجلّی کی نہ تاب
اور محبوبِ خدا خود ہیں خدا کے سامنے

نوح و ابراہیم و عیسیٰ دے چکے سب کو جواب
اب چلے ہیں شافعِ روزِ جزا کے سامنے

حشر کے دن نفسی نفسی کہہ رہا ہے ہر نبی
رحمتہ للعالمین ہیں کبریا کے سامنے

کیا قلم تعریف لکھ سکتا ہے اس کی لوح پر
عرش پر کرسی ملی جس کو خُدا کے سامنے

آفتابِ روزِ محشر کا ہمیں کیا خوف ہو
سایۂ دامانِ محبوبِ خدا کے سامنے

بابِ خیبر ایک تنکے کی طرح سے اُڑ گیا
حضرتِ خیبر شکن، شیرِ خدا کے سامنے

غوثِ اعظم کو دیا وہ مرتبہ اللہ نے
اولیاء ہیں سرنگوں غوث الوریٰ کے سامنے

سر پہ ہے بارِ گنہ حاضر ہیں پیشِ ذوالجلال
ہے ندامت کے سوا کیا غمزدہ کے سامنے

زندگی اپنی تو سب نذرِ معاصی ہو گئی
اب رکھا کیا ہے جو لے جائیں خدا کے سامنے

عاقبت برہانؔ کی فیضِ رضا سے بن گئی
ہے یہی اپنا وسیلہ بس خدا کے سامنے

(رجب شریف ۷۰ھ / اپریل ۵۱ء)

ؔ حسبِ فرمائش عزیز طریقت انسپکٹر عبدالرحیم خان صاحب بھوتا تال جبلپور

تیری گلی کا منگتا بے نان رہ نہ جائے (مصرعِ طرح)

آقا تمہاری ذات کا دھیان رہ نہ جائے
مدت کا ایک دل میں ارمان رہ نہ جائے

ہو کر ترے بھکاری کیوں جائیں غیر کے در
اوروں کا ہم پہ کوئی احسان رہ نہ جائے

ہے دعوتِ شفاعت محشر میں عاصیوں کو
محروم اس سے کوئی مہمان رہ نہ جائے

بحرِ کرم سے آقا سارے گناہ دھو دو
ہم عاصیوں پہ داغِ عصیاں رہ نہ جائے

سرکار حشر میں جب بخشائیں عاصیوں کو
رکھنا خیال اتنا برہانؔ رہ نہ جائے

برہاںؔ کھڑا ہے در پر دامن رضا کا تھامے
تیری گلی کا منگتا بے نان رہ نہ جائے

تہنیت عیدِ ولادت

وہ سرکارِ عالی وقار آ رہا ہے

شہنشاہِ ذی اقتدار آ رہا ہے

جو باعث ہے تخلیقِ اَرض و سما کا

وہ محبوبِ پروردگار آ رہا ہے

ہے جس کی اطاعت خدا کی اطاعت

وہ آقائے با اختیار آ رہا ہے

لباسِ بشر میں وہ نُورِ مجسّم

بصد شانِ عزّ و وقار آ رہا ہے

بشیر و نذیر و امینِ دو عالم

شہِ دین بصد افتخار آ رہا ہے

زمین و فلک جس کے زیرِ نگیں ہیں

خدائی کا وہ تاجدار آ رہا ہے

غریبی مسرّت سے اِترا رہی ہے

غریبی کا والی دیار آ رہا ہے

چمکنے لگے ہیں یتیموں کے چہرے

یتیمی کا اِک غم گُسار آرہا ہے

ہر اک ذرّے نے جس کی تعظیم کی ہے

وہ سلطان عظمت مدار آرہا ہے

اُٹھیں اُس کی تعظیم کو اہلِ سُنت

ہدایت کا اِک شاہکار آرہا ہے

صلاۃ و سلام اُس کی خدمت میں ہر آں

جو محبُوبِ پروردگار آرہا ہے

(۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۷۹ھ چہار شنبہ)

نبی کا دیا سب خدا کا دیا ہے (مصرع طرح)

ترا نور عالم میں جلوہ نما ہے
اسی سے زمین و فلک منجلا ہے
نجوم و کواکب میں شمس و قمر میں
اُسی کی تجلّی، اُسی کی ضیاء ہے
نبی اپنی اُمّت کے سردار تھے سب
ہمارا نبی سیّدالانبیاء ہے
رِسالت رسُولوں کی تھی ایک حد تک
ہمارے نبی کی رسالت رسوا ہے
نبی ہوتے آئے یکے بعد دیگر
ہمارا نبی خاتم الانبیاء ہے
ہم ہی ایک کیا سارا عالم ہے اُن کا
خدُا کے وہ ہیں اور اُن کا خدُا ہے
ملا، مل رہا ہے، ملے گا اُن ہی سے
نبی کا دیا، سب خدُا کا دیا ہے

چلے سیرِ سبع سمٰوات کر لی
گئے عرش تک، کون اُس جا گیا ہے؟
وَاَوْحیٰ فَاَوْحیٰ فَقَدْ جَاءَ رَجُعاً
فقط ایک ہی آن میں سب ہُوا ہے
وَرُوحیٰ رِیَاحُ الصَّبَا عِنْدَ رَوْضٍ
فَقَدْ لِی لِمَنْ فِیہِ جلوہ نما ہے
وَاَنْتَ عَزِیْزٌ حَرِیْصٌ عَلَیْنَا
رَءُوْفٌ رَحِیْمٌ کَرِیْمٌ عطا ہے
ترے نام پر ہند میں جی رہے ہیں
مگر دل مدینے میں اپنا پڑا ہے
مُئے کو جِلا، مار، اپنا بنا کر
کہ برہان کا کون تیرے سوا ہے

تم لاکھ بشر اپنے کو کہو کچھ اور گمانِ عالم ہے (مصرع طرح)

اے سرو گلستانِ عالم، لا ریب تو جانِ عالم ہے
اے بزمِ حقیقت کے دُولہا تجھ سے ہی شانِ عالم ہے

جب آپ نہ تھے عالم بھی نہ تھا، خالق اِک کنزِ مخفی تھا
جب آپ آئے عالم یہ ہُوا! تو نورِ ظہورِ عالم ہے

اے شاہِ زمیں اے شاہِ زماں اے باعثِ خلقِ کون و مکاں
کس چیز پہ تیرا حکم نہیں تُو شاہِ شہانِ عالم ہے

اے مرکزِ نقطۂ نونِ کن، تجھ سے ہے محیطِ کون و مکاں
رحمت کے خطوطِ واصل سے پیوستہ کمانِ عالم ہے

اے مظہرِ اوّل ہر خفی، اے منبعِ آخر، نورِ ہُدیٰ
ہے تُو ہی پنہاں، اور تُو ہی عیاں، تجھ سے ہی تو شانِ عالم ہے

ناموسِ خدائے واحد نے، توحید کا ڈنکا پیٹ دیا
کعبہ کے بُتوں کے گرنے سے غوغائے بُتانِ عالم ہے

بُستانِ عرب، بُستانِ عجم، بُستانِ زمیں، بُستانِ زمن
ریحان و بہارِ ہر بستاں، تو جانِ جہانِ عالم ہے

انساں میں مافوق الفطرت دیکھی نہ کبھی ایسی قدرت
تم لاکھ بشر اپنے کو کہو، کچھ اور گماں عالم ہے
بندوں پہ نہ ہو کیوں لطف و عطا، دشمن بھی تو صدقہ پاتا ہے
مسلم کو بچالے خطروں سے، تو امن و امانِ عالم ہے
ہیں گُنگ زبانیں، عقلیں گُم، ہیبت ہے جلالِ مالک کے
اے دیو کے بندے دیکھ ذرا، کون آج زبانِ عالم ہے
وہ آنِ خدا، وہ آنِ خدم، وہ آنِ جہاں، وہ آنِ کرم
برہاں کی آن و عزت ہے، وہ ذات جو آنِ عالم ہے
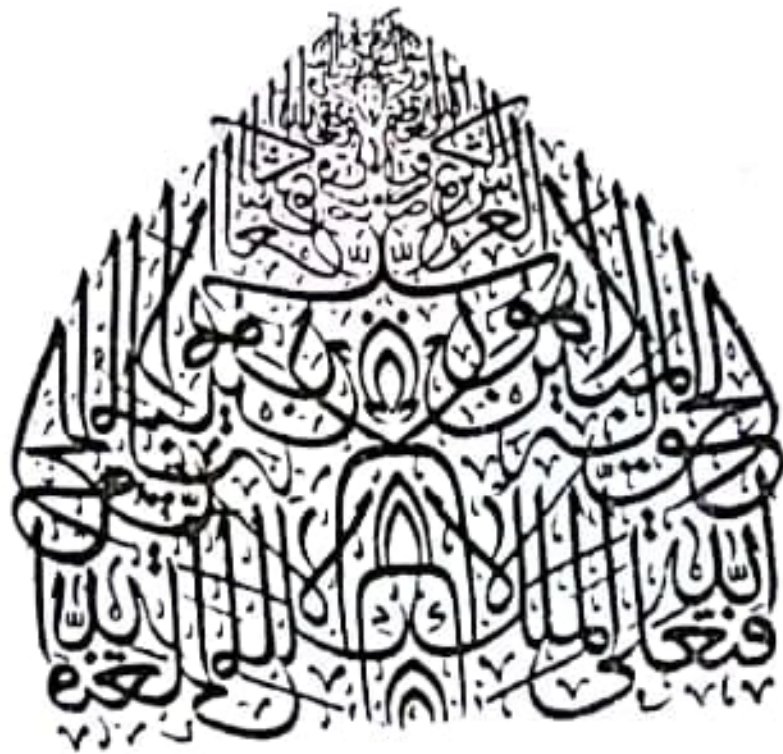
(مصرعِ طرح) **نُورِ باطن دیکھنے کو قلب روشن چاہیئے**

سعیٔ قربِ حق میں گر فوزاً عظیماً چاہیئے
اتباعِ سیّدِ اکرم، یقیناً چاہیئے

کلمہ گوئی تو فقط اِسلام کو کافی نہیں
حُبِّ احمد صلی اللہ علیہ وسلم دل سے قولاً اور فعلاً چاہیئے

تجھ کو اے زاہد مُبارک قصرِ جنّت کا خیال
بس ہمیں سرکار کے سائے میں مسکن چاہیئے

آرزوئے اَحسَنُ اللّٰہُ لَہٗ رِزُقاً تُو ہے
جذبۂ اخلاص بھی بروجہہِ احسن چاہیئے

یوں تو ہر اِک تن، تن آسانی کا جویا ہے مگر
راہِ مولا میں جو کام آجائے، وہ تن چاہیئے

اُلفتِ سرکار کا دعویٰ تو کرتے ہیں سبھی
کردے سب قربان وہ صدّیق کا من چاہیئے

دولت دنیا کبھی دُنیا ہی میں بے کار ہے
قبر میں اور حشر میں کام آئے، وہ دھن چاہیئے

جس کو دیکھو حشر کی شدّت سے بچنے کے لیے[1]

کہہ رہا ہے اُن کی رحمت، اُن کا دامن چاہیئے

سایۂ دامانِ رحمت یوُں تو مِل سکتا نہیں

سُنّیت کا خوب گہرا رنگ و روغن چاہیئے

ہے جہنم "ذَاتَ لَھَبٍ" کی صدا "ھَلْ مِن مَّزِیْدٌ"

اُس کو ایندھن کے لئے حضرت کا دشمن چاہیئے

شانِ عظمت تیرہ چشموں کو نہ آئے گی نظر

نُورِ باطن دیکھنے کو قلبِ روشن چاہیئے

گر تجلّیِ رضائے نُورِ حق کی ہے طلب

بس رضائے مصطفیٰ کا طور ایمن چاہیئے

صورتِ انسان میں اللہ کے نُور مبیں

آپ کے دامن میں برہاںؔ کو نشیمن چاہیئے

---

[1] یہ نعت پاک کچھوچھہ مقدسہ کے عرس شریف کے موقع پر نعتیہ مشاعرہ کے لئے مذکورہ بالا مصرعہ طرح کے ساتھ حضور سیدی محدّث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی طرف سے دعوت نامہ آنے پر طبع آزمائی کے ارشاد پر کہی گئی۔ رمضان سلامی

(مصرعِ طرح) کعبہ بھی اسی کا کعبہ ہے جو وقفِ مدینہ ہو جائے

سرکارِ کرم، آقائے نعم جو آپ کا بندہ ہو جائے
دُنیا کے جو بندہ پرور ہیں، وہ اُن کا آقا ہو جائے

ایمان کی دولت، دولت ہے جو حشر میں کام آئیگی
سرکار کی مُہرِ محبت سے معمُور خزانہ ہو جائے

قبروں کی بھیانک تاریکی، محشر کے تپتے سُورج کا
کیا حزن ہو اور کیوں خوف رہے جب لطف تمھارا ہو جائے

جب نُور نے ان کو نور کیا اور ہاتھ میں ان کے نُور دیا
پھر نُور سے کیا شئے مخفی ہو، جب نُور کا جلوہ ہو جائے

یہ کتنا آسان نسخہ ہے اللہ کو راضی کرنے کا
بس آپ کا بندہ بن جائے، محبوب خدا کا ہو جائے

اے ربِّ دو عالم جلّ علا، اے رحمتِ عالم صلّ علیٰ
طوفانِ حوادث سے یا ہر مسلم کا سفینہ ہو جائے

محبُوب کی گلیاں دل میں بسیں جنّت کی تمنا کون کرے
اے کاش محبت کے صدقے دیدارِ مدینہ ہو جائے

اِک چشم زدن میں عصیاں کا سب انبار فنا ہو جائے گا
گر حشر کی نفسی نفسی میں اِک اُن کا اشارہ ہو جائے

آنکھیں تو لگی ہیں کعبہ پر دل روضۂ اقدس کا جو ہے
کعبہ بھی اُسی کا کعبہ ہے جو وقفِ مدینہ ہو جائے

گردابِ بلا میں سرگرداں حیران و پریشاں یہ برہاں
صدقے میں تمھاری رحمت کے واصل یہ تمنا ہو جائے

دامانِ رضا کے سائے میں رحمت کا سہارا ہے اُن کی
کیوں برہاں فکرِ فردا ہو جب غوث وسیلہ ہو جائے

تاحشر تمہارے قرآں کا قانون اٹل اور محکم ہے (مصرع طرح)

لولاک ہے جس کی عزت وشاں وہ ذات حضورِ اکرم ہے
ہے فخر فرشتوں پر جس سے آدم کو، یہ وہ ابنِ آدم ہے
یہ ارض وسما، یہ شام وسحر، یہ نجم وکواکب، شمس وقمر
یہ دورِ فلک یہ اُن کا اثر، سب صدقہ شاہِ مکرم ہے
پُرلطف ہوائیں دُنیا کی، پُرکیف اُمیدیں عقبیٰ کی
پُرنُور شعاعیں ایماں کی، سب پرتو نُورِ معظم ہے
قانون بنے، ادیان بنے، دُنیا میں وہ پھیلے مٹ بھی گئے
تاحشر تمہارے قرآں کا قانون اٹل اور محکم ہے
اے نُورِ مجسم، عرش نشیں! اے ربکے امیں! اے ربکے قریں
تم لاکھ بشر اپنے کو کہو، کچھ اور گمانِ عالم ہے
وہ عزت والا تو تم کو عزت پہ عزت دیتا ہے
ہے اس میں بندوں کی عزت اور دشمن کے گھر ماتم ہے
وہ آنِ خدا وہ آنِ خدم، وہ جانِ جہاں وہ آنِ کرم
برہان کی آن وعزت ہے وہ ذات جو آنِ عالم ہے

محبّت میں ایسے قدم ڈگمگائے (مصرع طرح)

خدا جس کو محبُوب اپنا بنائے
یہ بندہ بھی اُن سے محبت جتائے

نہ کام آئے گا صرف اللہ پہ ایماں
وہ مومن ہے جو اُن پہ ایمان لائے

اُسی نُورِ رحمت نے دُنیا میں آ کر
نشاں ظلمتِ کفُر کے سب مٹائے

نہیں اپنی اولاد سے کِس کو اُلفت
نہیں کون، دل جس کا دولت پہ آئے

کسوٹی مگر سچّے ایماں کی یہ ہے
ہر ایک چیز پر اُن کا حُبّ غالب آئے

مناہی سے بَچ کر اوامر پہ عامل
خُدا کا جو ہو کر خودی کو مٹائے

بڑا متقی وہ جو ہے اُن کا تابع
محبت کا مرکز وہی بن کے آئے

خُدا کو جو چاہے وہ ہو جائے اُن کا

خُدا اس کو محبُوب اپنا بنائے

نہیں فرق محبُوب اور محبّ میں

کہ محبُوب خود ہی محبت جتائے

محبت کی معراج اسریٰ میں دیکھو

کہ حیرت زدہ ہیں سب اپنے پرائے

یہ اسریٰ کے دُولھا کی ہے شانِ عظمت

کہ جبریل ہیں اپنے سر کو جھکائے

وہ برق بُراق اِک ادنیٰ تڑپ میں

حرم اور اقصیٰ سے سدرہ در آئے

وہاں قاب و قوسین اور لامکاں سے

ندا بار بار اُدنُ اَحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آئے

محبّ اور طالب وہی ذات تو ہے

سرِ عرش محبُوب کو جو بٹھائے

تحیات و صلوٰت کی پیش کش پر
سلام اور رحمت کا مژدہ سنائے
بشارت یہ اَوحیٰ اِلیٰ عَبدِہٖ کی
علوم ازل تا ابد مسکرائے
نہ کیوں غیب کے علم روشن ہوں اس پر
جسے راز اپنے خدا ہی بتائے
فدا ان پہ فرما کے اتمام نعمت
جو اس کا ہے وہ سب اُن ہی کا بتائے
لو برہان بن بیٹھا اُن ہی کا بندہ
"محبت میں ایسے قدم ڈگمگائے"

(شعبان سنہ ۱۳۷۴ھ)

(مصرع طرح) تیری شہرت سُن کے نجدی قبر میں حیراں ہے

نامِ تیرا یا نبی، میرا مفرحِ جان ہے
تیرے نام پاک سے دل میرا شاد ہر آن ہے
یا نبی اللہ اب دیدار دکھلا دو ذرا
ہجر میں اب تو ترے بالکل یہ دل بے جان ہے
جس گھڑی مشکل میں لیوے کوئی تیرا نام پاک
یا رسُول اللہ مشکل اس کی سب آسان ہے
قرب میں اپنے جگہ دی تیرے ربِ پاک نے
واسطہ آدم نے چاہا یہ تو تیری شان ہے
نام کی تیرے ذرا کوئی بے ادبی کرے
دین کا اس کے سراسر حشر تک نقصان ہے
عرش تا فرش شہرت ہے ترے ہی نام کی
تیری شہرت سُن کے نجدی قبر میں حیران ہے
تُو وہ ہے اللہ خود تعریف کرتا ہے تری
اور ترا مداح یاں دُنیا میں خود قرآن ہے

تجھ کو ربِ ذوالمنن نے غیب دانی کی عطا

جو نہ جانے غیب کا عالِم تجھے نادان ہے

یا رسول اللہ میری بھی شفاعت کیجئے

یہ تو مانا سارے بندوں پہ تمھارا دھیان ہے

یا نبی اللہ میرے ہیں گناہ حد سے سوا

بس تم ہی بخشاؤ بخشاؤ یہ وردِ جان ہے

جو وسیلہ تم سے چاہے اُس کا بیڑا پار ہے

جو نہ جانے تم کو شافع، وہ تو بے ایمان ہے

نوح نے طوفان میں، یوسف نے ہے زندان میں

رب سے تیرا واسطہ چاہا، یہ تیری شان ہے

واں خلیل اللہ نے آتش سے پائی تھی نجات

اور شفاعت کا تری خواہاں یہاں برہان ہے

۱؎ یہ نعت مبارک حضور سرکار برہان الملت برکاتہم القدسیہ کا ابتدائی کلام ہے جبکہ عمر صرف ۹ سال تھی۔ مسودات سے نقل کی گئی۔ رمضان سلامی

افشائے رازِ وَالّیل اور عقدۂ وَالضُّحیٰ

ا؎ سارے عالم میں ہلچل یہ ہونے لگی آج تشریف لاتا ہے ایسا نبی
آرزومند تھا جس کا ہر اک نبی، جس کی پھیلی ضیا آج کی رات ہے

کُھل گیا آج عقدۂ وَالضُّحیٰ، رازِ وَالّیل کا آج افشا ہوا
آج صبحِ ولادت ہوئی رُونما شب میں زیبِ بہا آج کی رات ہے

شانِ وَالّیل جس لیل میں ہے عیاں، ہوئے اس میں پیدا شہِ انس و جاں
صبح جس کی کہ صبحِ ولادت ہوئی وہ شبِ پُرضیا آج کی رات ہے

رحمتِ عالمیں جلوہ فرما ہوا موج زن آج ہے بحرِ جود و سخا
مانگ لو جس کو جو کچھ بھی ہو مانگنا شاہدِ مُدعا آج کی رات ہے

فرش سے عرش تک مچ رہی ہے دھوم، ہے چہرۂ شیطاں وہابی کا مغموم
بہجت و غم سے دونوں کے مفہوم ہے مولدِ مصطفیٰ آج کی رات ہے

جو خدا کی رضا وہ نبی کی رضا ہے، نبی کی رضا عین رب کی رضا
مانگ برہان جو مانگنا ہو تجھے، پار بیڑا ترا آج کی رات ہے

ا؎ یہ نعت پاک سرکار برہان الملت دامت برکاتہم العالیہ کے مسودات سے نقل کی گئی، اس کا مطلع دستیاب نہ ہو سکا۔ رمضان سلامی

سبز گنبد کے مکیں میری مدد فرمائیے (مصرع طرح)

سرورِ دُنیا و دیں میری مدد فرمائیے

رحمت للعالمیں میری مدد فرمائیے

عاصی و خاطی سہی، نادم ہے بہرحال آپ کا

یا شفیع المذنبیں میری مدد فرمائیے

کشتیٔ مسلم تلاطم میں پھنسی، فریاد ہے

یا انیس المسلمیں، میری مدد فرمائیے

مومن ناچار پہ ہے اژدھامِ بے کسی

یا معین المومنیں، میری مدد فرمائیے

ظلمتوں کا ہے تسلط، پُرخطر ہے راستہ

اے سراج السالکیں میری مدد فرمائیے

میرے اعمالِ سیہ، پھر قبر کی ظلمت غضب

نُورِ انور مہ جبیں، میری مدد فرمائیے

حسنِ نور افروز سے عالم کو روشن کر دیا

اے حسینوں کے حسیں میری مدد فرمائیے

خستہ دل برہان کب تک صدمۂ فرقت سہے

یا مُرادالواصلین میری مدد فرمائیے

(۵ مارچ ۱۹۲۹ء)

سلام بحضور خیر الانام علیہ التحیۃ والسّلام [1]

حضور سیّد خیر الوریٰ سلام علیک

ببارگاہِ شفیع الوریٰ سلام علیک

روم بسوئے تو بر ہر قدم کنم سجدہ

نوائے قلب شود سیّدا سلام علیک

بجز درت نکشائیم بہ ہیچ در بستیم

توئیست قبلۂ حاجاتِ ما سلام علیک

عَطاکَ عَمَّ عَلیٰ کُلِّ ذَرَّۃٍ فَامۡطَرۡ

عَلیٰ غَیۡثَ عَطَا مِنۡ عَطَا سَلَامٌ عَلَیۡکَ

بِنُورِ عِلۡمِکَ لَاحَتۡ کُنُوزِ تَحۡقِیۡقٍ

بِمَنۡ نَظَرۡ بِمَرۡحَمَتِ رَضَا سَلَامٌ عَلَیۡکَ

---

[1] یہ سلام سیدی استادی حضور برہان الملت دامت برکاتہم العالیہ نے جب پہلی بار جبلپور سے بریلی شریف کا سفر حضور مجدد دین وملت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضری کی غرض سے کیا دوران سفر یہ اشعار تحریر فرمائے اور حاجی منشی عبدالغفار صاحب نے امام اہلسنت کے حضور اجازت حاصل

بہ احمدے کہ رضائش ہمہ رضائے خدا ست

بگو زمن بصلاۃ اے صبا سلام علیک

رسی چو بر در احمد رضا بگو برہاں

بصد ادب بشما مرشدا سلام علیک

ہونے پر پڑھا اور اپنے مخصوص انداز میں سرکار مجدد دین وملت نے سلام ختم ہونے کے بعد حضرت برہان الملت مدظلہ العالی کو طلب فرمایا اور اپنا عمامہ شریف مبارکہ کو زیب سر فرما کر اپنی مسرتوں اور دعاؤں سے نوازا۔ اس واقعہ کو پورے طور پر اکرام احمد رضا مصنفہ سرکار برہان الملت میں ملاحظہ فرمائیے۔ رمضان سلامی

دُرود اور بے شمار دُرود

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

آگئے وہ کہ جن سے ہے جلوۂ دو جہاں عیاں
آگئے وہ کہ جن میں تھا جلوۂ دو جہاں نہاں
آگئے وہ کہ عظمتیں جن کی نہ ہو سکیں بیاں

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

شمس و قمر شجر حجر، جن و ملک، زمیں فلک
جن و بشر، زمیں زماں، وحش و طیور اور ملک
سب کے جھکیں گے سر جہاں، آئے وہ شاہِ دو جہاں

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلیٰ شَفِیعِنا صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ

ہادیٔ حق ، رفیقِ حق ، قائلِ حق ، شفیقِ حق
رحمتِ حق ، امینِ حق ، نائبِ حق ، حبیبِ حق
شاہدِ حق ، رسُولِ حق ، رونقِ کون اور مکاں

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ حَبِیبِنا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ شَفِیعِنا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

رحمتیں کائنات پر چھائی ہیں اُن کی ذات سے
نعمتیں سب خدا کی ہیں بٹتی ہیں اُن کے ہات سے
قاسمِ نعمتِ خدا ، صاحبِ لطفِ بے کراں

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ حَبِیبِنا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ شَفِیعِنا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

سب کے طبیب ہیں وہی شاہِ لبیب ہیں وہی
حق کے حبیب ہیں وہی حق کے قریب ہیں وہی

حق کے محبوب ہیں وہی حق کے ہوئے جو میہماں

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ حَبِیْبِنا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ شَفِیْعِنا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

بارِ گنہ سے دب گیا بن گئی اپنی جان پر
چل کے جھکائیں اب جبیں اُن کے ہی آستان پر
اُن کا ہی نام لب پہ ہو اُن کا ہی نام حرزِ جاں

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ حَبِیْبِنا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ شَفِیْعِنا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

قبر کی وہ اندھیریاں اور گنہ کی تیرگی
حشر کی ہائے کشمکش اور یہ اپنی بے کسی
کون سُنے تیرے سوا، ہائے مری دُہائیاں

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اُن کا کرم نہ سُن سکا شکوے خطا شعار کے

بُجھتے چراغ جل اُٹھے اُن کے گُناہ گار کے

شور ہوا چلو چلو، آئے شفیع عاصیاں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

دیکھ کے سجدہ ریز عرش، سب پہ سکُوت چھا گیا

حشر کی دار و گیر میں کچھ تو سکُون آگیا

چمکی وہ نُور کی کرن، کم ہوئیں بے قراریاں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

آپ کے لطفِ عام کے، آرزو مند ہیں سبھی

آپ کے لطفِ عام نے بخشی حیات سرمدی

آپ کے لطفِ عام سے دُور ہوئیں بُرائیاں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

حُور و ملک تھے با ادب وقتِ ولادتِ حضور

دونوں جہاں چمک اُٹھے آپ کا جب ہُوا ظہور

وجد نواز و کیف بخش تھا وہ دُرود کا سماں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

تیرا برہانِ بے نوا ہاتھ میں دامنِ رضا

غرقِ گناہ ہے مگر ہے تو وسیلہ غوث کا

بابِ سلام پر ترے شرم سے سر بر آستاں

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

ہدیۂ سلام بحضور سیّد اکرم آقائے نعم صلی اللہ علیہ وسلم

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

اپنے کرتوں کو سنبھالو، نفس و شیطاں سے چھڑالو

اپنا ہی بندہ بنالو، نارِ دوزخ سے بچالو

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

کفر کے پہلے تھے پھیرے، شرک تھا عالم کو گھیرے

پھیلے جب انوار تیرے، مٹ گئے سارے اندھیرے

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

آپ سے سارا جہاں ہے، آپ کا کون و مکاں ہے

جو عیاں ہے اور نہاں ہے، اُن کی رحمت کا نشاں ہے

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

داورِ محشر کے آگے، پردہ میرا کھل نہ جائے
اپنے دامن میں چھپا لے، مَیں تیری رحمت کے صدقے

یا نبی سلامُ علیکَ، یا رسول سلامُ علیکَ
یا حبیب سلامُ علیکَ، صلوٰۃُ اللہِ علیکَ

نعمۃُ الرحمٰن تمّت، رحمۃُ الرحمٰن عمّت
حکمۃُ الرحمٰن جمّت، ہیں یہ ساعاتِ مسرّت

یا نبی سلامُ علیکَ، یا رسول سلامُ علیکَ
یا حبیب سلامُ علیکَ، صلوٰۃُ اللہِ علیکَ

مخزنِ جود و سخاوت، منبعِ رشد و ہدایت
مرجعِ صدق و عدالت، مالکِ شرع و سیادت

یا نبی سلامُ علیکَ، یا رسول سلامُ علیکَ
یا حبیب سلامُ علیکَ، صلوٰۃُ اللہِ علیکَ

آپ کا برہان احقر، جبہ سا ہے آستاں پر
اے مرے محبوبِ داور، ہو نگاہِ لطف مجھ پر

١٤٠
یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک
بسم اللہ الرحمن الرحیم
وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین
صدق اللہ العظیم

ہدیۂ سلام بحضور بارگاہ صاحب عرش مقام علیہ التحیۃ والسلام

یا نبی سلامٌ علیکَ، یا رسول سلامٌ علیکَ
یا حبیب سلامٌ علیکَ، صلوٰۃُ اللہِ علیکَ

السّلام اے نورِ رحمت، السّلام اے شانِ نعمت
السّلام اے جانِ ملت، السّلام ایمانِ اُمّت

یا نبی سلامٌ علیکَ، یا رسول سلامٌ علیکَ
یا حبیب سلامٌ علیکَ، صلوٰۃُ اللہِ علیکَ

جبریل آئے ہیں در پر، رب کا کچھ پیغام لے کر
آئے ہیں محبوبِ داورِ حق کے اب مہمان بن کر

یا نبی سلامٌ علیکَ، یا رسول سلامٌ علیکَ
یا حبیب سلامٌ علیکَ، صلوٰۃُ اللہِ علیکَ

خواب شہ فرما رہے ہیں اور ملائک آ رہے ہیں
تلوے وہ سہلا رہے ہیں، اور کہتے جا رہے ہیں

یا نبی سلامٌ علیکَ، یا رسول سلامٌ علیکَ
یا حبیب سلامٌ علیکَ، صلوٰۃُ اللہِ علیکَ

برق تھا بُراق کیا تھا اِک قدم اقصیٰ میں پہنچا
ہر نبی تھا دست بستہ اور زباں پر تھا یہ نعرہ

یَا نَبِی سَلَامٌ عَلَیْكَ، یَا رَسُوْل سَلَامٌ عَلَیْكَ
یَا حَبِیْب سَلَامٌ عَلَیْكَ، صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیْكَ

مالکِ ملکِ شفاعت، سیّدِ یومِ قیامت
نیّرِ بُرجِ سعادت، گوہرِ درجِ سیادت

یَا نَبِی سَلَامٌ عَلَیْكَ، یَا رَسُوْل سَلَامٌ عَلَیْكَ
یَا حَبِیْب سَلَامٌ عَلَیْكَ، صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیْكَ

رحمتوں کا تاج اُن کا، دو جہاں پہ راج اُن کا
ساج تھا معراج اُن کا، ربِّ سَلِّم باج اُن کا

یَا نَبِی سَلَامٌ عَلَیْكَ، یَا رَسُوْل سَلَامٌ عَلَیْكَ
یَا حَبِیْب سَلَامٌ عَلَیْكَ، صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیْكَ

مظہرِ اوّل و آخر، رحمتِ باطن و ظاہر
پیش و پس نگران و ناظر، ہم سلامی کو ہیں حاضر

یا نبی سلام علیک ، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

بندۂ بے دام ہے بر ہاں، تھام کر مرشد کا داماں

شرم سے نالاں و گریاں، اپنی بخشش کا ہے خواہاں

یا نبی سلام علیک ، یا رسول سلام علیک

یا حبیب سلام علیک، صلوٰۃ اللہ علیک

ہدیۂ سلام بحضورِ بارگاہِ عرش اشتباہ سیّدنا غوثِ اعظم سرکار بغداد رضی اللہ عنہ

غوثنا سلام علیک ، قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک، محیٔ دیں سلام علیک

آپ محبوبِ خدا ہیں ، جانشینِ مصطفیٰ ہیں

آپ ابنِ مرتضیٰ ہیں، اور امامِ اصفیاء ہیں

غوثنا سلام علیک ،قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک، محیٔ دیں سلام علیک

آپ قطبِ اولیاء ہیں ، آپ غوث اتقیاء ہیں

صاحبِ صدق وصفا ہیں ،مرجعِ شاہ وگدا ہیں

غوثنا سلام علیک، قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک ،محیٔ دیں سلام علیک

آپ سب کے مقتدا ہیں، آپ سب کے رہنما ہیں

آپ سب کے پیشوا ہیں، آپ تاجِ اولیاء ہیں

غوثنا سلام علیک، قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک ،محیٔ دیں سلام علیک

مالکِ ملک ولایت، صاحبِ کشف وکرامت
رھبرِ راہِ ہدایت، کاشفِ اسرارِ قدرت

غوثنا سلام علیک، قطبنا سلام علیک
شیخنا سلام علیک، محئ دیں سلام علیک

سالکِ راہِ شریعت ، واقفِ رازِ طریقت
گوہرِ بحرِ حقیقت، مظہرِ سرِّ نبوّت

غوثنا سلام علیک، قطبنا سلام علیک
شیخنا سلام علیک، محئ دیں سلام علیک

آپ کے دامن کی وسعت، آپ کی منزل کی رفعت
آپ کی ہر شے پہ قدرت، ہم مریدوں پر ہے رحمت

غوثنا سلام علیک، قطبنا سلام علیک
شیخنا سلام علیک، محئ دیں سلام علیک

آپ کے قدموں نے آقا، اولیاء کو اوج بخشا
ہر ولی نے سر جھکایا، آپ کا دیکھا جو رتبہ

غوثنا سلام علیک ،قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک ،محیٔ دیں سلام علیک

آپ کے خدام پُرغم، آج دُنیا جن سے برہم

ہے ہمارا وِردِ پیہم ، المدد یا غوثِ اعظم

غوثنا سلام علیک، قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک، محیٔ دیں سلام علیک

سیّدِ اکرم کا صدقہ ، آپ ہی کا ہے وسیلہ

اور مرے مُرشد کا سایہ پھر کچھ نہیں بر ہاں کو خطرہ

غوثنا سلام علیک، قطبنا سلام علیک

شیخنا سلام علیک ، محیٔ دیں سلام علیک

ا‌ے یہ سلام سرکار غوثیت مآب کے حضور جو پیش کیا گیا مسوّدات سے نقل کیا گیا ہے (رمضان سلامی)

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مظہرِ سرِّ وحدت پہ لاکھوں سلام

منبعِ ہر فضیلت پہ لاکھوں سلام

صدرِ بزمِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

تاج دارِ شفاعت پہ روشن دُرود

اُس سراپا ہدایت پہ روشن دُرود

بحرِ جود و سخاوت پہ روشن دُرود

مہرِ چرخِ نبوّت پہ لاکھوں سلام

گُلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

باعثِ خَلقِ کُل، سرورِ محترم

مرکزِ علم و اخلاق و حِلم و حِکم

سیّدِ انبیاء، سروِ باغِ کرم

شہریارِ اِرم تاج دارِ حرم

نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

دونوں عالم کے آقا پہ دائم دُرود
بے پناہوں کے ماویٰ پہ دائم دُرود
شافعِ روزِ عقبیٰ پہ دائم دُرود
شب اسریٰ کے دُولھا پہ دائم دُرود
نوشۂ بزمِ جنّت پہ لاکھوں سلام

جُھک گئے جس کے قدموں پہ شاہوں کے سر
جس کی خاطر کُھلے آسمانوں کے دَر
عرش پر جو ہُوئے شان سے جلوہ گر
صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

نُور سے جس کے ہے خَلق کی ابتدا
ذات والی رسالت کی ہے انتہا
رحمتِ عالمیں، وصف جس کا ہُوا

جس کے زیرِ لِوا آدم و مَن سوا
اُس سزائے سِیادت پہ لاکھوں سلام

سیّدِ اولیں، سیّدِ آخریں
صادق وعد، محبوبِ حق دیقیں
سرورِ انبیاء، خاتم المرسلیں
عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اُس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

حشر میں جس کو حاصل ہوئی دسترس
بے بسی پر کسی کا نہیں آج بس
بے بسوں کے لیے ذات والا ہے کس
خلق کے دادرس، سب کے فریاد رس
کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

نعمتیں دین و دُنیا کی جس سے مِلیں
ظلمتیں جن سے کفر وطغیاں کی مِٹیں

امن کی جس کے صدقے ہوائیں چلیں

جس کے جلوے سے مُرجھائی کلیاں کھلیں

اُس گُلِ پاک منبت پہ لاکھوں سلام

جس کا روئے مبارک ہوا وُالضُّحیٰ

جس کے دنداں سے وَالشَّمس کی ضیا ہے

جس کے گیسو پہ وَاللَّیلَ صادق ہوا

وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما

اُس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

جس کی ہیبت سے بُت اوندھے مُنہ گر پڑیں

جس کے فرمان پر پیڑ کلمہ پڑھیں

جانور جس کے قدموں پہ سجدہ کریں

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں

اُس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

جس کے سر نورِ حق کا عمامہ بندھا

انبیاء کے جلو میں جو دُولھا بنا

روزِ محشر جو مختارِ مطلق ہوا.

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا بندھا

موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

صدرِ اجلاسِ اقصیٰ پہ روشن دُرود

ساکنِ عرشِ اعلیٰ پہ روشن دُرود

واقفِ رازِ اَوحیٰ پہ روشن دُرود

شبِ اسریٰ کے دُولھا پہ روشن دُرود

نوشۂ بزمِ جنّت پہ لاکھوں سلام

ہم پہ لُطف و کرم کی دُر افشانیاں

نُور و رحمت کی عالم پہ ضو باریاں

بھینی بھینی ہدایت کی گُل پاشیاں

پتلی پتلی گُلِ قدس کی پتّیاں

ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

نفسی نفسی کا جس دم ہو ہر سمت دَور
بے بسی پر ہر اِک اپنی کرتا ہو غور
دستِ رحمت پہ لے کے شفاعت کا طَور
کاش جب محشر میں اُن کی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُن کی شوکت پہ لاکھوں سلام

تو بھی برہاںؔ ہو شیخ کا ہم نوا
عیدالاسلام کے ساتھ اس جا کھڑا
جس کی نسبت مرے شیخ نے یہ کہا
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

المدد غوث اعظم سلامٌ علیک

سیّدی غوث اعظم، سلامٌ علیک
میرے آقائے اکرم، سلامٌ علیک

نام ہے عبد قادر، لقب محیؐ دین
حق کے ہیں سرِّ اعظم ، سلامٌ علیک

گردنیں اولیاء کی ہیں تیرا قدم
اے ولیٔ معظّم ، سلامٌ علیک

آپ کے پاک دامن سے جو بندھا
آخرت سے ہے بے غم، سلامٌ علیک

آپ کو جس نے اپنا وسیلہ کیا
آپ ہیں اس کے ہمدم، سلامٌ علیک

اپنی قدرت سے بگڑی بنا دیجئے
اے محیؐ مکرّم ، سلامٌ علیک

آپ ہی درد کا میرے درمان ہیں
رکھئے زخموں پہ مرہم، سلامٌ علیک

ہم بھلے ہیں، بُرے ہیں، تمہارے ہی ہیں
کس کے دَر جائیں اب ہم، سلامٌ علیک

ہم غلاموں کی اب لاج رکھ لیجئے
آج دُنیا ہے برہم، سلامٌ علیک

شیءً للہ یا عبدِ قادر مدد!
ہے مرا دِرد پیہم، سلامٌ علیک

ہم پہ ہر سمت سے ہے ہجومِ اَلم
المدد غوثِ اعظم، سلامٌ علیک

اپنے برہان کو یا غوث کردیجئے
مستقل اور محکم، سلامٌ علیک

(۱۰ ربیع الآخر ۱۳۷۱ھ)

سلام بہ بارگاہ فیضِ مجسم سیّدی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیّدی غوث اعظم، سلامٌ علیک
مُرشد و شیخ عالم، سلامٌ علیک
نورِ فیضِ مجسّم، سلامٌ علیک
میرے آقائے اکرم، سلامٌ علیک

سرورِ اولیاء، سرِّ حق کے امیں
ظلِّ شاہِ ہدیٰ، رُوحِ صدق و یقیں
نام ہے عبد قادر، لقب محیٔ دیں
حق کے اے سرِّ اعظم، سلامٌ علیک

ہے تری پُشت پر دستِ شاہِ اُمم
اور ترے ہاتھ میں غوثیت کا عَلَم
گردنیں اولیاء کی ہیں زیرِ قدم
اے ولیٔ معظم، سلامٌ علیک

دامنِ پاک سے آپ کے جو بندھ گیا
جو باخلاصِ دل آپ کا ہو گیا

اسمِ عالی کا جس نے وظیفہ کیا
آخرت سے ہے بے غم، سلامٌ علیک

آپ کو جس نے اپنا وسیلہ کیا
آپ سے جس نے کی عرض سیّدا!
آپ سے جو بھی طالب مدد کا ہوا
آپ ہیں اس کے ہمدم، سلامٌ علیک

اپنی عظمت کا صدقہ عطا کیجئے
آپ کا بھلا، ہاں بھلا کیجئے
اپنی قدرت سے بگڑی بنا دیجئے
اے محیؒ مکرم، سلامٌ علیک

چارسُو فکر اور غم کے سامان ہیں
اور غلام آپ کے سب پریشان ہیں
آپ ہی سارے دردوں کا درمان ہیں
رکھیئے زخموں پہ مرہم، سلامٌ علیک

یہ بھکاری تمھارے بُرے یا بھلے
جھولیاں خالی لائے ہیں داتا ملے
دامنِ شیخ احمد رضا خاں لیئے
کس کے در جائیں اب ہم سلامٌ علیک

ہم پہ سرکار والا، کرم کیجئے
ہاتھ خالی ہمارے ہیں بھر دیجئے
ہم غلاموں کی بس لاج رکھ لیجئے
آج دُنیا ہے برہم سلامٌ علیک

التجا تیرے در سے نہیں ہوتی رد
تیرے لطف و کرم کی بھی نہیں کوئی حد
شیئً لِلّٰہ یا عبدِ قادر مدد
ہے مرا درد پیہم، سلامٌ علیک

غیر مسرُور ہیں، اور مجبُور ہم
ہے مسلمان ہی زیرِ مشقِ ستم

ہم پہ ہر سمت سے ہے ہجومِ الم
المدد غوث اعظم سلامٌ علیک

در پہ ہر دم جھکا ہو، وہ سر دیجئے
میرے دامانِ خالی کو بھر دیجئے
اپنے بُرہاں کو یا غوث کر دیجئے
مستقل اور محکم سلامٌ علیک

(۱۱ ربیع الآخر ۱۳۷۲ھ)

حقیقتِ معراج

بلغ العلیٰ بکمالہٖ ، کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ ، صلوٰ علیہ و آلہٖ

کہا جبریل نے باادب ، کہ خدا نے تمھیں کیا طلب

ہے تمھارے نور کا جلوہ سب ، کہ تم ہی تو ہوا ک حبیبِ رب

بلغ العلیٰ بکمالہٖ ، کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ ، صلوٰ علیہ و آلہٖ

کیا چاک سینۂ پاک کو ، کیا صاف قلب بے باک کو

ہوا حکم ہفت افلاک کو ، کہ اُن ہی پہ ہے فخر بس خاک کو

بلغ العلیٰ بکمالہٖ ، کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ ، صلوٰ علیہ و آلہٖ

جو براق لے کے ہُوا رواں ، تو عجیب لُطف رہا وہاں

وہ براق تھا جو ابھی یہاں ، فقط ایک جھپک میں گیا کہاں

بلغ العلیٰ بکمالہٖ ، کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ ، صلوٰ علیہ و آلہٖ

چلے لامکاں کو مکاں سے جب، بکمالِ شوق لقائے رب
تھے پرے جمائے فرشتے سب، تھا زباں پہ اُن کی بصد ادب

بلغ العلیٰ بکمالہ، کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ، صلوا علیہ وآلہ

گئے کعبے سے جو وہ قدس تک، تو زمانہ سارا گیا چمک
ہوا نُور ارض سے تا فلک، ہوا محوِ دید ہر اِک ملک

بلغ العلیٰ بکمالہ، کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ، صلوا علیہ وآلہ

وہاں منتظر تھے سب انبیاء، پئے خیر مقدمِ مصطفیٰ
تھے وہ مقتدی تو یہ مقتدا، سُنا رب نے خطبہ حضور کا

بلغ العلیٰ بکمالہ، کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ، صلوا علیہ وآلہ

گئے بیتِ قدس سے جو مصطفیٰ، تو تھا پل میں سدرۃ المنتہیٰ
کہا جبرئیل نے سیّدا، کہ ہے آگے رستہ حضور کا

بلغ العلیٰ بکمالہ، کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ، صلوٰ علیہ وآلہ

یہاں رفرف آپ کے زیر پا، وہاں سب حجاب دیئے اُٹھا

چلی آرہی تھی یہی صدا، کہ قریب آ مرے مصطفےٰ

بلغ العلیٰ بکمالہ، کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ، صلوٰ علیہ وآلہ

سرِ عرش جلوہ کُناں ہوئے، شبِ تار نُور فشاں ہوئے

وہ ورائے کون و مکاں ہوئے، تو فرشتے زمزمہ خواں ہوئے

بلغ العلیٰ بکمالہ، کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ، صلوٰ علیہ وآلہ

ہوئے دو کماں سے قریب تر، تو ادب کے ساتھ اُٹھی نظر

یہاں عبدیت تھی کمال پر، اور علوم حق کے کھلے تھے در

بلغ العلیٰ بکمالہ، کشف الدجیٰ بجمالہ

حسنت جمیع خصالہ، صلوٰ علیہ وآلہ

تھی یہاں سے پیش تحیتیں، تو عطا وہاں سے تھیں رحمتیں
ملی وہ حبیب کو برکتیں، کہ تمام بخش دیں نعمتیں

بلغ العلیٰ بکمالہ، کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ، صلوا علیہ وآلہ

جو رضائے احمدِ مجتبیٰ، وہ رضائے خالقِ کبریا
یہ ہے شانِ رفعتِ مصطفیٰ، کہ نہ کوئی حد ہے نہ انتہا

بلغ العلیٰ بکمالہ، کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ، صلوا علیہ وآلہ

غریبی جی اُٹھی، لیجئے غریبوں کا وہ یار آیا (مصرع طرح)

زباں پر اس لئے صلّ علیٰ بے اختیار آیا
کہ دل میں نام پاک سیّدِ عالی وقار آیا
تصوّر میں مرے محبوب کا پیارا دیار آیا

جہاں میں جس گھڑی وہ رحمتِ پروردگار آیا
منادی مژدۂ آمد، دو عالم میں پکار آیا
غریبی جی اُٹھی، لیجیے غریبوں کا وہ یار آیا

زمیں سے عرش تک اک دھوم ہے تشریف لانے پر
سلاطیں سربسجدہ ہوں گے جس کے آستانے پر
دو عالم کا وہ ملجا اور ماویٰ شہر یار آیا

نہ میں دوزخ سے خائف ہوں نہ خواہاں ہوں میں جنّت کا
سوا محبُوب کے کیا چاہیے دیوانہ محبت کا
اُسے تو مل گیا سب کچھ جو مولا کا دیار آیا

مٹائے ہوش بھی اُن کی محبت میں فنا ہو کر
فدا لاکھوں خرد ایسے جنونِ ہوش پرور پر

کہ فوراً سر بسجدہ ہوگیا جب کوئے یار آیا

جہنم کی تپش سے سینۂ گستاخ بریاں ہے
عداوت سے وہ سوزاں اور ہیبت سے وہ لرزاں ہے
کہ اس کو "یا رسول اللہ" سنتے ہی بخار آیا

تمیزِ خیر و شر میں نفس امّارہ جو حائل تھا
وہ اپنی معصیت کی لذتوں میں مست و غافل تھا
کھلی اس وقت آنکھیں جس گھڑی روزِ شمار آیا

سرِ محشر عجب ہنگامۂ نفسی بپا دیکھا
ہر اک کو اپنے اپنے فکر و غم میں مبتلا دیکھا
تلاشِ یار میں ہر اک نفس با حال و زار آیا

سرِ محشر مرے مولیٰ کی یہ شانِ جلالت ہے
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو شفاعت کی اجازت ہے
جو آیا "یا رسول اللہ" کی کرتا پکار آیا

جلالِ رب، تلاشِ دوست، دلِ خائف کہاں جائے

پریشاں تھا کہ زیرِ عرش سجدے میں نظر آئے
بحمد اللہ دل کی بے قراری کو قرار آیا

سوادِ چشم میں، پُر نور پیشانی پہ جو چمکے
وہ زُلفیں عنبریں مشکیں، رُخِ انور کے وہ جلوے
کہ جن کے واسطے وَاللَّیل آیا وَالنَّھار آیا

نمایاں ایک میں ہی ہوں گنہگارانِ اُمت میں
مری قسمت ہی کھل جائے جو محشر میں وہ فرمادیں
کہ وہ برہانِ رضوی ایک میرا جاں نثار آیا

لے مصرعہ طرح "بڑی مشکل سے دل کی بے قراری کو قرار آیا"

اس پر نعت شریف پہلے درج ہو چکی حضور سرکار برہان الملت دامت برکاتہم العالی کی خدمت میں اسے مثلث فرمانے کی درخواست کی گئی جو منظور ہوئی اور وہ مثلث یہاں درج کی گئی۔ (رمضان سلامی)

(ترجیع بند) برائے استمداد جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

بہت بے بس بہت بے کس ہیں اب ہم
نہیں ہے آج، اپنا کوئی ہمدم
عدو ہے برسرِ آزار ہر دم
مدد لِلّٰہ اے سرکارِ عالم!
زمہجوری برآمد جانِ عالم
ترحّم یا نبی اللہ ترحّم!

زبس ناکارہ و بدکار ہیں ہم
سراپا معصیت کردار ہیں ہم
بد ہیں ذلیل وخوار ہیں ہم
مگر بندے ترے سرکار ہیں ہم
زمہجوری برآمد جانِ عالم
ترحّم یا نبی اللہ ترحّم!

نہیں دُنیا میں اب کوئی ہمارا
ہمیں ہے آپ ہی کا اِک سہارا

تحمّل کا نہیں اب ہم میں یارا
ہمارے آپ ہیں اور آپ کے ہم
زمہجوری برآمد جانِ عالم
ترحّم یانبی اللہ ترحّم!

یہ مانا ہم بہت سرکش ہیں مولا
ترے احکام کی کچھ کی نہ پروا
ہُوئے اپنے ہی کرتُوتوں سے رسوا
خود اپنے آپ سے بیزار ہیں ہم
زمہجوری برآمد جانِ عالم
ترحّم یانبی اللہ ترحّم!

مسلماں ہر جگہ مشقِ ستم ہیں
مسلماں ہر جگہ وقفِ الم ہیں
مسلماں ہر جگہ مصروفِ غم ہیں
ترے بندوں پہ یہ بیدادِ پیہم!

زمہجوری برآمد جانِ عالم
ترحّم یا نبی اللہ ترحّم!

تم ہی نے تو ہمیں ایمان بخشا
تم ہی نے تو کیا بخشش کا وعدہ
شفاعت کا تمھارے سر ہے سہرا
تم ہی مہجور برہاںؔ کے ہو ہمدم

زمہجوری برآمد جانِ عالم
ترحّم یا نبی اللہ ترحّم!
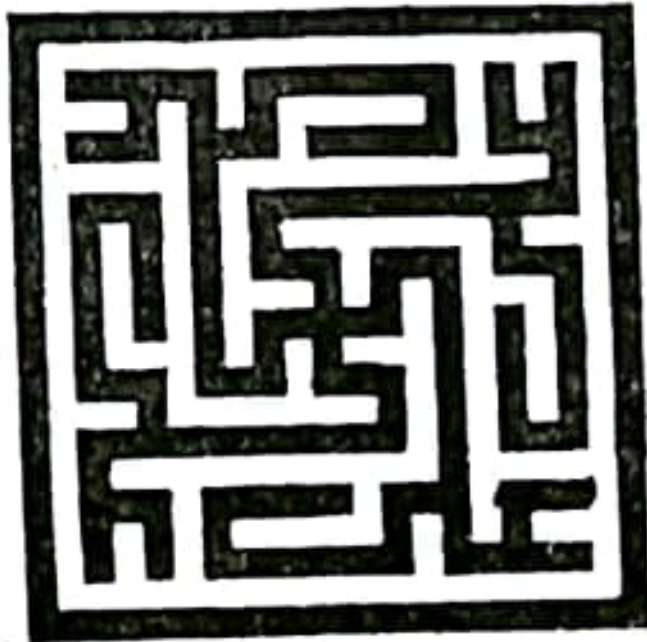
منقبت سلطان الہند سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ

سرکارِ کرم کے صدقہ میں خواجہ کا روضہ دیکھ لیا
خواجہ کی غریب نوازی کا دربار میں نقشہ دیکھ لیا

سرکار میں جھولی پھیلا کر، مانگوں تو کیا کچھ پاؤ گے
اللہ کے فضل و رحمت سے دیتے ہیں خواجہ، دیکھ لیا

جو لے کے تمنا آتا ہے، وہ لے کے مرادیں جاتا ہے
اندازِ طلب بھی دیکھ لیا، اندازِ عطا بھی دیکھ لیا

رحمت کے خزانے بھی بے حد، خواجہ کی سخاوت بھی بے حد
دیتے تو نہیں دیکھا ہے مگر، دامن جو بھرا تھا دیکھ لیا

دربارِ معینی سے بے شک، محروم رہا جو منکر تھا
کتنے ہی تمنا والوں کو واصل بہ تمنا دیکھ لیا

مسکین و تونگر سب یکساں، جذبات سے کھنچتے آتے ہیں
اِک قبر میں سونے والے کا انسانوں پہ قبضہ دیکھ لیا

عشاق کا مجمع روضہ پر، پروانوں سا اُمڈا آتا ہے
کیا شمع جمالِ انور میں سرکار کا روضہ دیکھ لیا

جس نُور کا جلوہ کعبہ اور طیبہ کو منوّر کرتا ہے
بغداد میں اور اجمیر میں بھی اُس نُور کا جلوہ دیکھ لیا

جتنے بھی ولی ہیں عالم میں، اغواث بھی ہیں، اقطاب بھی ہیں
ہر غوث و ولی، ابدال پہ ہے فیضانِ مدینہ دیکھ لیا

ایک دُھوم ہے اللہ والوں کی، اِک شور مچا ہے ہا ہُو کا
نیکوں کے سبب بدکاروں پر، انعام ولی کا دیکھ لیا

مردوں کے ہجوم بے حد ہیں، ہیں عورتیں بھی اور بچے بھی
تہذیب و حیا کا خوں ہم نے ان آنکھوں سے ہوتا دیکھ لیا

اس پر بھی کرم نے خواجہ کے محروم کسی کو کب چھوڑا
روتے ہوئے آنے والے کو، ہنستا ہُوا جاتا دیکھ لیا

[1] بُرہان پہ بھی حامد پر بھی، حافظ پہ علی احمد پر بھی
اور جان محمد اور ضیاء پر نوری کا صدقہ دیکھ لیا

---

[1] اس شعر میں جو اسماء گرامی آئے ہیں ان کی نسبتیں اس طرح ہے

حامد: مولانا مولوی محمد حامد احمد صاحب صدیقی خلف اصغر حضرت برہان الملت دامت برکاتہم العالیہ

حاضر بھی ہوئے چادر تھامے، بوسے بھی لئے طواف کیا
مانگی بھی دعا بر ہاں پہ کرم تھا غوث و رضا کا دیکھ لیا

حافظ : حافظ شیخ منور صاحب

علی احمد : حاجی منشی علی احمد صاحب

جان محمد : جان محمد صاحب ساکن کنگنی حال مقیم پیش امام جامع مسجد پاٹن

ضیاء : ضیاء الدین صاحب (گھڑی ساز) پنجابی پورہ خادم و ہمراہ سفر حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ

نوری : حضور سیدی مولائی مولانا مصطفےٰ رضا خان نوری مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان

(رمضان سلامی)

عید قادریہ غوثیہ ۱۳۷۸ھ

لے گُلِ بوستانِ نبی غوثِ اعظم (مصرع طرح)

خدا ہے تمہارا ولی غوث اعظم ہوئے تم خدا کے ولی غوثِ اعظم

حبیبِ خدا کے ہو نُورِ نظر تم تمام اولیاء کے ولی غوث اعظم

ملی تم کو قدرت، کرامت کی کنجی ولایت کی شاہنشہی غوثِ اعظم

ہوئے نکہتوں سے معطّر دو عالم گلِ بوستانِ نبی غوثِ اعظم

تنا دل سے جس مُرغ کو بخشی عزّت عطا کی اُسے زندگی غوثِ اعظم

لیا دوش پر اولیاء نے یہ عزّت تمہارا قدم سیّدی غوثِ اعظم

گناہوں کی وسعت محیط دو عالم ہر اک شے پہ ہے آگہی غوثِ اعظم

تمہیں جس نے "یا غوث" کہہ کر پکارا مُراد اس کی پُوری ہوئی غوثِ اعظم

تمہارے جو خدّام ہیں چاہتے ہیں وسیلہ تمہارا سبھی غوثِ اعظم

باخلاصِ دل تم کہو تو اغثنی نہ فرمائیں گے رد کبھی غوثِ اعظم

سروں پر غلاموں کے سایہ فگن ہے تمہارا کرم ہر گھڑی غوثِ اعظم

میسّر ہو مجھ کو تمہارے کرم سے در پاک کی حاضری غوثِ اعظم

مرے چشم و لب ہوں تمہارا ہو روضہ یہ ہے آرزوئے دِلی غوثِ اعظم

دکھا دو کبھی خواب میں اپنا جلوہ کہ کِھل جائے دل کی کلی غوثِ اعظم

زباں ملتجی اور دل میں اُمیدیں — نہ رہ جائے دامن تہی غوثِ اعظم

تمہارا تو بندہ ہُوں مجھ کو سنبھالو — بُرا یا بھلا کیسا بھی غوثِ اعظم

گئی اس کی دُنیا بھی اور آخرت بھی — کرے تم سے جو دشمنی غوثِ اعظم

غلامِ درِ قدس برہاں رضوی

ہے خواہانِ درگہ رسی غوثِ اعظم

؎ ۱۱ ربیع الآخر ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۸ء عیسوی یوم شنبہ بعد نمازِ عشاء مجلس مناقب (مشاعرہ)، غوثیہ میں جناب نور محمد شاہ صاحب کے یہاں پڑھی گئی۔

(رمضان سلامی)

(مصرعِ طرح)

لے بیٹھے ہیں ٹھنڈے سائے میں کوئی ہمیں اُٹھائے کیوں

غوث کے در کو چھوڑ کر غیر کے در پہ جائے کیوں

ٹکڑوں پہ جن کے ہے پلا اُن کا دیا نہ کھائے کیوں

تیری گلی کا سنگ بھلا، راہ سے تیری جائے کیوں

ناز کا ہے پلا ہُوا، جھڑکیاں سب کی کھائے کیوں

یُوں تو عطا پہ ہے عطا، یاں ہے سوا خطا کے کیا

تیرا کرم ہے قادرا، پھر مجھے شرم آئے کیوں

تیرا کرم ہے موجزن، نار سے پھر ہو کیوں محن

تیرے ہی لُطف سے ہے امن، آگ ہمیں جلائے کیوں

ہم تو ترے فقیر ہیں غیر کا خوف کیوں کریں

بیٹھے ہیں ٹھنڈے سائے میں کوئی ہمیں اُٹھائے کیوں

سایۂ مصطفےٰ ہیں آپ، رحمتِ کبریا ہیں آپ

سب پر ہے آپ کا کرم، ہم کو بھلا بھلائے کیوں

فیضِ رضا سے دوستو، برہاؔں کی نظم کو سُنو

سینے پہ دشمنوں کے آج برچھی سی چبھ نہ جائے کیوں

۹؍ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ ہجری

اجمیر مقدس میں فجر کی نماز اور غسل کا نظارہ

رجب کی نو[۹] ہے اور خواجہ کا یہ دربارِ عالی ہے
یہاں کی ہر ادا وقت سحر ہی سے نرالی ہے
نگہ عشّاق کی روضہ کے دروازوں سے وابستہ
تلاوت میں کوئی ضربات اللہ ھُو میں وارفتہ
کہیں تو نعت کی مجلس میں زور و شور صَلُّوا ہے
کہیں قوال کے نغموں میں پیدا شور ہا ہُو ہے
کہیں گانے کا اور قوّالیوں کا شور برپا ہے
کوئی سر دُھن رہا ہے وجد میں کوئی تھرکتا ہے
سماں پیدا کیا وجد آفریں نغمے نے سازوں کے
تو حال و قال میں ہُو حق ہیں نعرے نعرہ بازوں کے
کمر جنبش میں ہے اور دونوں ہاتھوں میں ہے پیچ و خم
جُھکا ہے سر زباں پر لفظ یا خواجہ ہیں آنکھیں نم
اذانِ فجر نے ساری فضا ہی کو بدل ڈالا
نہ وہ نغمے نہ قوالی نہ اب وہ شور باقی تھا

وہ ہیبت چھائی توحید و رسالت کی ہر اک دل پر
صدا تکبیر و توحید و صلوٰۃ آئی ہر اک لب پر
کھڑے ہیں دست بستہ صف بہ صف لب کی عبادت میں
نہیں اس وقت کچھ بھی فرق غربت میں امارت میں
وہ ہے رحمت کی بارش گنبد پُر نور خواجہ پر
منوّر ہو رہے ہیں دل شعاعیں نُور کی لے کر
نمازِ فجر کی قرأت میں محویت وہ طاری ہے
خیال ماسوا اللہ سے دل سب کا خالی ہے
سمجھنا چاہتے ہو فلسفہ گر تم اطاعت کا
تو آ کر دیکھ لو منظر جماعت سے عبادت کا
خشوعِ قلب میں ہر اِک مُصلّی کی یہ حالت ہے
نہ جنبش لب پہ نہ اعضاء میں اُن کے کوئی حرکت ہے
رکوع و سجدہ و قعدہ میں وہ جس وقت جاتے ہیں
عبادت میں اطاعت کو حقیقت کر دکھاتے ہیں

سلام آخری جس دم امامِ فجر نے پھیرا
عجب اِک شور الا اللہ کا درگاہ میں اُٹھا
اُمنڈتے آ رہے ہیں ہر طرف پروانے خواجہ کے
کھڑے ہیں لے کے جھاڑو ہاتھ میں دیوانے خواجہ کے
یہ یومِ غسُل ہے عطر و گلاب و کیوڑہ لا کر
کوئی باہر کھڑا ہے اور کوئی درگاہ کے در پر
کہیں ہے بہشتیوں کا شور مشکیں پیٹھ پر لادے
کوئی کہتا ہے بیٹا بالٹی پانی کی اِک لادے
ہے سب کو انتظارِ ابتداءِ غسُلِ مرقد کا
ابھی روضہ کا بالکل بند ہے ہر ایک دروازہ
وہ آئی غسُل کی ساعت وہ اُٹھا شور یا خواجہ
ہر اِک ذرّہ سے تھا آوازۂ پُر زور یا خواجہ
در و دیوارِ روضہ اور ستون فرش میں باہر
گلاب و عطر کو ڈالا گیا ہے گوشہ گوشہ پر

کوئی رومال و چادر سے کوئی دامن سے کرتوں کے
تو کوئی ریشمی دستی کوئی کشمیری شالوں سے
در و دیوار روضہ کی نمی کو جذب کرتا ہے
مُبارک غسل کے چھینٹوں سے اپنی گود بھرتا ہے
عجب پُر لطف منظر غسل کا باہر نظر آیا
کہ ہر دیوانہ جھاڑو ہاتھ میں لے کر نظر آیا
کھلے مشکوں کے مُنہ اور صحن میں پانی ہی پانی تھا
وہ پانی نذر کا اور منّتِ خواجہ کا پانی تھا
اگرچہ صُبح کے ہونے میں کافی دیر ہے باقی
درِ خواجہ پہ لیکن ہے جُھکی ہر اِک کی پیشانی
طلوعِ صبحِ صادق کا عجب پُر کیف منظر تھا
نزولِ رحمتِ حق کا سماں کیا رُوح پرور تھا
رجب کی نو[۹] ہے اور خواجہ کا یہ دربارِ عالی ہے
یہاں کی ہر ادا وقتِ سحر ہی سے نرالی ہے

لے یہ منقبت مسوّدات سے نقل کی گئی۔ (رمضان سلامی)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خصص هذه الامة المرحومة ببركات الاسناد وسلاسل الاولياء الامجاد والصلاة والسلام على سيد الاسياد سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه الكرام الى يوم التناد۔ آمين

اما بعد فقد سألني العالم العامل الفاضل الكامل تقي الشباب نقي الثياب المتحلي بحلية الفضل المعنوي والكمال الصوري مولانا المولوي محمد عبد السلام الجبلفوري زين الله وجهه وقلبه بضياء النور أن اجيزه الصحاح الستة وسائر كتب الاحاديث في الفقه والتفسير والكلام وغيرها مما رويته عن الاجلة الاعلام وآذن له الوعظ والتدريس والافتاء والارشاد الى طريقة العرفاء الاسياد لحسن ظنه منه بعبد الفقير في ذلك وان لم اكن اهلا لما هنالك فاجبته اليه لما رأيت من طلبته لديه واجزته بجميع ما اجازني به شيخي وسيدي ومولاي ومرشدي وكنزي وذخري ليومي وغدي السيد الشاه آل الرسول الاحمدي المارهروي وشيخي في الحديث السيد الشريف العلامة احمد بن زيني دحلان والسيد الجليل حسين بن صالح جمل الليل والمولى العلامة عبد الرحمن بن عبد الله سراج المكيون والشيخ الاجل السيد الشاه ابو الحسين احمد النوري حفيد حضرة شيخي وبجميع ما اسناد ونه من السلاسل العلية القادرية القديمة والجديدة والرزاقية والمنورة والاهدية الجشتية والسهروردية والنقشبندية القديمة والجديدة والبديعية والعلوية المنامية وكل ما احتوى عليه الكتاب المستطاب النور والبهاء في اسانيد الحديث وسلاسل الاولياء فكل ما فيه عن حضرة شيخي رضي الله تعالى عنه فانا ماذون به منه وما فيه عن غيره فانا مجاز به عن حضرة شيخي حامل خيره وكذا اجزته بالوعظ والافتاء والدرس بشرائطها المعلومة عند اهلها فليتثبت وليجتنب عن الغلط والجرأة والشطط وليتق الله ربه ولا ينسني من دعائه الصالح كان الله له في الدنيا والآخرة وجمعنا جميعا في الدارين نعمه الفاخرة امين وكان ذلك لثلث خلون من ذي القعدة الحرام يوم الجمعة المباركة افضل الايام سنة ۱۳۱۳ من هجرة سيد الانام عليه وعلى آله الكرام افضل الصلاة والسلام والحمد لله رب العالمين

كتبه عبده المذنب احمد رضا البريلوي
عفي عنه بمحمد المصطفى النبي الامي
صلى الله تعالى عليه وسلم

سند اجازت امام احمد رضا محدث بریلوی بنام عید الاسلام مولانا محمد عبد السلام قادری رضوی جبل پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ رحلت عفیفہ امینہ سکینہ خاتون رحمہا اللہ تعالیٰ زوجہ
مقدسہ جناب فضائل نصاب فواضل مآب حامی السنن السنیہ ماحی
الفتن الدنیہ جناب مولانا مولوی محمد عبد السلام صاحب
قادری جبلپوری ادامہ اللہ تعالیٰ بالفیض النوری آمین

حلّت لمن عبد السلام حلیلۃ
فی العدن وہی حصینۃ ورزینۃ
ہی للعفاف مدی الحیاۃ لزینۃ
وبعفو ربی فی الممات مزینۃ
سأل الرضا عام الوفاۃ مع الدعا
قلت اثر خیر التابوت فیہ سکینۃ

۱۳۲۹ھ

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ یوم خمیس

مکتوب گرامی امام احمد رضا محدث بریلوی بنام عبد السلام مولانا محمد عبد السلام قادری رضوی جبل پوری

تصانیف حضرت برہان ملت علیہ الرحمہ

۱۔ البُرہانُ الاَجلی فیما یجوزُ بہٖ تقبیلُ اماکنُ الصّلحا۔ ۱۳۳۳ھ مطبوعہ

۲۔ دُرّۃُ الفکرِ فی مسائلِ الصِّیامِ و عیدُ الفطرِ ۱۳۴۴ھ مطبوعہ

۳۔ اِجلالُ الیقینِ بتقدیسِ سیّدُ المرسلینِ مع تقریظِ امام اہلسنت ۱۳۳۷ھ مطبوعہ

۴۔ فِقہُ الاِہلالِ لِشہاداتِ رُؤیۃِ الہلالِ ۱۳۴۲ھ مطبوعہ

۵۔ تعلیمُ الاِسلامِ فی تمییزِ الاَحکامِ ۱۳۷۲ھ مطبوعہ

۶۔ اکرام امام احمد رضا ۱۳۸۹ھ مطبوعہ لاہور

۷۔ صِیانۃُ الصّلاۃِ عن حِیَلِ البدعاتِ ۱۳۸۹ھ مطبوعہ

۸۔ اَلمُعجِزۃُ العُظمیٰ المُحمّدیّہ ۱۳۴۵ھ غیر مطبوعہ

۹۔ اَلمسلکُ الاَظہر فی تحقیقِ ازر ۱۳۴۱ھ غیر مطبوعہ

۱۰۔ قیامتِ صغریٰ گولہ باری گنبدِ خضرا ۱۹۲۵ء " "

۱۱۔ اکرامات مجدد اعظم " "

۱۲۔ نیر جلال مجدد اعظم ۱۳۸۶ھ " "

۱۳۔ سوانح امام دین مجدد مأتہ حاضرہ ۱۳۸۱ھ " "

جمالِ عشق و مستی نے نوازی
جلالِ عشق و مستی بے نیازی
کمالِ عشق و مستی ظرفِ حیدرؑ
زوالِ عشق و مستی حرفِ رازی
۱۹۹۱ء
کتبہ خورشید عالم گوہر قلم